طفیل دارا

بعد از خدا

طفیل دارا

آئینہ ادب • چوک انارکلی لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اے رشکِ زمیں، رشکِ فلک، رشکِ بہاراں
آیا ہوں لیے چشمِ فسردہ، دلِ نالاں

مشکل میں اگر تجھ کو پکارا ہے مدد کو
ہو جاتی ہے بے آب زمیں طالبِ باراں

ہم زینتِ صد گلشنِ تکوین تھے کل تک
اور آج ہیں کیوں خاک بسر، برگِ پریشاں!

ہے ختمِ رُسلؐ کی جو ترے پاس امانت
کر دہر میں تقسیم وہی زیست کا سامان

وہ حاملِ قرآں بنے آپؐ کے باعث
عالم جنہیں اب کہتا ہے بے علم و شُتربان

مَیں گوشہ نشینی کا سبق پڑھ نہ سکوں گا
جب آپؐ کا ہر لحظہ ہے اک مکتبِ میدان

یہ آپؐ کی تقلید کا چھوٹا سا صلہ ہے
جینا بھی ہے پُرشان تو مرنا بھی ہے پُرشان

کس طور کھُلے مجھ پہ کبھی اُنؐ کی حقیقت
وہؐ صاحبِ ارواح تھے مَیں بندۂ ابدان

صد شکر کہ ہوں آپؐ کی اُمّت کا سپاہی
ہے سب سے بڑا مجھ پہ یہ اللہ کا احسان

ہے پرسشِ اعمال قیامت کا فریضہ
قرآن و محمدؐ ہیں مرے فکر کی میزان

یہ مجلسِ ممدوحِ خدا کی ہے عنایت
کہتے ہیں جسے فکرِ رسا، رونقِ اوطان

یہ درسِ نبوتؐ ہے کہ ہم امن کی خاطر
لازم ہو تو دیدیتے ہیں جاں صورتِ عثمانؓ

جو آپؐ کے فرمان کا پابند نہیں ہے
ہوسکتا نہیں آپؐ کے بندوں کا وہ سلطان

دارا ترے آقاؐ کے طلب گار کھڑے ہیں
اس دَور میں انسان کے مارے ہوئے انسان

۲-۳-۱۹۸۰

آیا ہے نہ آئے گا کوئی آپؐ سا طیّاب[1]
ہیں صیدِ خجالت ہمہ انسان کے انساب[2]

افلاک و اراضی کی ہر اک چیز ہے شاہد
دیکھے گا زمانہ نہ کبھی آپؐ سا غلّاب[3]

احمدؐ کی صداقت ہے صداقت کی کسوٹی
کہتے ہیں یہی صادق و زرّاق[4] کہ عیّاب[5]

وہ لوگ کہ جو آپؐ کی خوشبو میں بسے ہوں
یہ کل بھی تھے کمیاب، یہ ہیں آج بھی کمیاب

---

[1] بہت زیادہ پاک [2] نسب کی جمع۔ [3] بڑا غالب [4] منافق [5] عیب جو۔

ہر خاک نہیں بوئے محمدؐ سے خبردار
مطلوب ہے اِس گُل کو گلِ صورتِ سیماب

کس قومِ فسردہ پہ محمدؐ کی نظر ہو!
یہ عالمِ بیداری و ہم حالتِ تیناب¹

احمدؐ کو بلانے پہ تو اصرار بہت ہے
کچھ طَور ہوں مہمان نوازی کے بھی اسباب

کچھ قوتِ بازو سے بھی دے اپنے نبیؐ کو
صدیوں سے تو بیٹھا ہے لئے اشکوں میں اہداب²

جو لوگ محمدؐ کا سہارہ نہیں لیتے
وہ اپنے گھروں کے لئے بن جاتے ہیں سیلاب

صد شکر کہ بخشا ہے مجھے آپؐ کے در نے
اک لذتِ درویشی و اک سوزِ دلِ ناب

۱؎ خواب ۔ ۲؎ پلکیں

آقاؐ نے تھا ہر پل کو نئے طور سے دیکھا
ہم بھول گئے بہتے ہوئے وقت کے آداب

کہتی ہیں مجھے روحِ محمدؐ کی صدائیں
معراج کے اسرار سمجھ، مردِ گراں خواب!

قرآن و محمدؐ ہیں بہر حال ابد تک
فی النّار زمانے کے لئے سایہ کناں غاب[1]

مولاؐ نے دیا تھا مجھے ہر درد کا درماں
حیرت ہے کہ ہوں آج کسی زخم کا زرداب![2]

قاموسِ محمدؐ میں مرا نام ہو کیسے
نغموں میں نہیں جب مرے اسلام کے احساب[3]

کچھ اور ہی تھا آپؐ کی دنیا کا مسلماں
قاآن کہاں اور کہاں آج کا خشّاب[4]

ص۱ غابہ کی جمع جنگلات ۔ ص۲ پیپ ۔ ص۳ حساب کی جمع ۔ ص۴ کباڑیا، لکڑی فروش

تھی آپؐ کے کردار میں ایمان کی دولت
مجھ کو یہ تفکر ہے کہ خالی ہے مری قاب

کہنے کو تو ہم بھی ہیں محمدؐ کے پرستار
وہ غالبِ اسحارؓ تھے، ہم کشتیٔ گرداب

اللہ کے محبوبؐ! یہ کیا دیکھ رہا ہوں
اسلام کے فرزند ہیں اغیار کے ارباب!

احمدؐ کے غلاموں کو خدا یاد نہیں ہے
سورج سے شناسا، نہ ہوئے محرمِ مہتاب

کس سوچ نے قرآن کو بدلا ہے کہ جو آج
کافر کو ہے تریاق مسلمان کو زہراب!

ارشادِ محمدؐ پہ یقیں ہے تو یہ سن لو
سیلاب کو لے ڈوبے گا اک موجۂ بے تاب

۲۰ مئی ۶۸ء

پیغامِ محمدؐ میں جو ترمیم کرے گا
دنیا میں سزایاب، وہ عقبیٰ میں سزایاب

انسان کو جینے کا نیا ڈھنگ سکھایا
سلسائیؐ ہوا، آپ کے فرمان سے شوراب[۲]

حیرت ہے مسلماں میں نہ ہو خُلقِ محمدؐ
مکھن سے شناسا نہ ہوا شہر کا حلاّب[۳]

رہتی تھی نقیبوں سے بَری اُنؐ کی سواری
گھر کے درِ اقدس پہ تھے خُدّام نہ حُجّاب[۴]

اسلام کے عُشّاق کو یہ مژدہ سنادو
پھر رمزِ محمدؐ کے طلب گار ہوئے شاب[۵]

دنیا کو دیا آپؐ نے خورشیدِ تیقن
ہر شخص کے جب دل میں تھے اوہام کے سرداب[۶]

---

۱ صاف، میٹھا پانی۔ ۲ کھاری پانی۔ ۳ دودھ کا کاروبار کرنیوالا۔ ۴ حاجب کی جمع۔
۵ جوان۔ ۶ تیر خانہ۔

اسلام کسی شخص کا محتاج نہیں ہے
جب سیرت و قرآن نہیں دہر میں نایاب

ہر دور میں افکار کی تجدید کی خاطر
بخشے ہیں محمدؐ نے ہمیں سجدہ و محراب

سفاکیِ چنگیز و ہلاکو کے یہاں بھی
اسلام پہ مرتے رہے اسلام کے لتّراب[1]

اغیار کو معلوم نہیں ہے یہ حقیقت
تہذیبِ محمدؐ میں تو حنظل بھی ہے گوشاب[2]

کرتا ہوں میں جب آپؐ کے فرمان کی باتیں
اغیار بگڑتے ہیں، خفا ہوتے ہیں احباب

پروردۂ ممدوحِ خدا اصل میں ہیں ایک
گلشن میں یہ سبزہ ہیں، رخِ آب پہ گاداب[3]

---

۱ بڑا چکھنے والا ۔ ۲ انگور کے شیرے کا آش ۳ کافی

اللہ کی رحمت ہے محمدؐ کی گلی میں
انگور کی مے دیتا ہے بازار میں عناب[۱]

بے دید بھی ملنا ہو جنھیں اپنے نبیؐ سے
وہ لوگ بنا لیتے ہیں ارواح کے زریاب[۲]

گلشن کو یہ حق ہے کہ وہ مانے کہ نہ مانے
ہوتا ہے مگر آپؐ کے دریا ہی سے سیراب

اک پل کی جدائی بھی محمدؐ سے خطا ہے
لذت میں بدل جاتا ہے اک رات میں دو شاب[۳]

قرآن کی مانند ہے سیرت کا صحیفہ
ہر بات سے کھلتا ہے محمدؐ کا نیا باب

دارا! تری حسرت کا سبب جان گیا ہوں
یہ لوگ کہاں اور کہاں آپؐ کے اصحاب

۳-۵-۱۹۸۰

۱؎ انگوری دوشیزہ ۲؎ زہر دوزانی ۳؎ رات کا بوسہ ثانی

اسلام خدا ہے، جو کسی سے نہیں مرعُوب
ہر رُخ سے ہے دُنیا کے لئے خوب و گراں خوب

اسلام کی غایت ہے تگ و پُو کا تسلسل
یہ رمز تھی اللہ کے نبّا ص کو مرغوب

ہر کافر و مومن کے لئے ظِلّ خُدا ہے
قرآن و محمدؐ کی طلب گاری کا مَربوب[1]

---

[1] پالا ہوا۔

آغوشِ مدینہ سے ہمیں چھین کے کچھ لوگ
کیوں دور ہر اِک پہ سے ملانے میں ہیں کوشاں!

اک دستِ نہاں چاروں طرف پھیل رہا ہے
خطرے میں ہے پھر تیرے مُسلماں کا گریباں !

اے حافظِ ایماں ! یہ عجب وقت پڑا ہے
اک نانِ جَویں کے لئے بِک جائے نہ ایماں!

اللہ کی ہر قوم ہے، ہر فرد ہے، لیکن
اُمّت ہے کوئی تیری اگر تو ہے مسلماں

اے نورِ محمّد! شبِ مُسلم پہ سحر کر
چھا جائے نہ اِس قوم پہ یہ ظلمتِ دَوراں!

وہ شخص محمدؐ کی غلامی میں نہیں ہے
دیتا ہے جو دنیا کو کسی طور بھی آشوب

جو آج بھی سمجھے نہیں اَلفقرُ میں کیا ہے
کس منہ سے محمدؐ سے وہ ہو جاتے ہیں منسوب!

حُسنِ خُلقِ محمدؐ سے یہی راز کھُلا ہے
انسان ہے کس رنگ میں انسان کا محبوب

مَیں راکبِ داریں رہا، یاد ہے سب کو
جب تک کہ رہی سوچ مِری آپؐ کی مرکوب

جب تک کہ نہ پکڑے گا تو شمشیرِ محمدؐ
رُکنے نہیں پائیں گے زمانے کے زد و کوب

دنیا کے ضعیفوں کے لئے آپؐ سراپا
محفل میں خداترس تھے، میدان میں سرکوب

ایسے بھی مقام آئے ہیں تاریخِ اُمم میں
بے یارِ صداقت بھی جہاں دیکھی ہے مصلوب

اللہ کے محبوبؐ نے سو بار کہا ہے
اسلام کا معتوب ہے اللہ کا معتوب

حیرت ہے تجھے کس لئے اِس حالِ زبوں پر
جب آپؐ نہیں تیرے شب و روز کے مطلوب

اُس وقت ہی دنیا کے لئے خیر بنیں گے
جب لوگ پکاریں گے ہمیں آپؐ کے مجذوب

سوچوں میں ہوں میں رحمتِ کونین ؐ کی دولت
ہر چند کہ اس بزمِ امارت میں ہوں منکوبؔ

الفاظِ عقیدت میں بڑی بات ہے، لیکن
اعمالِ حقیقت بھی ہیں ایمان میں محسوب

احمدؐ کے غلاموں کو گدائی نہیں جائز
شبنم کا طلبگار ہے کیوں گلشنِ مرطوب !

اے دِل ! تجھے جینا ہے تو کچھ سوچ کے جینا
ہونا نہ پڑے حشر میں سرکارؐ سے مُحجوب

جب دل ہے مرادستِ محمدؐ میں شب و روز
ہوتا ہوں مَیں پھر کیوں غمِ اوقات سے مکروب[1] !

اسلام کا طُرّہ ہے محمدؐ کی محبت
تا حشر مِرے سر پہ رہے عشق کی یہ تُشُوب[2]

ہر رات پہ ہے نورِ محمدؐ کی حکومت
سورج کبھی ہوتا نہیں مہتاب سے مغلوب

کوئی تو خطا آپؐ کی اُمت سے ہوئی ہے
ہر سُو جو مسلمان ہیں اک شورشِ مضروب

[1] غمگین [2] دستار

لا مرگ ہے پیغامِ محمدؐ کی خدائی
وُہ آبِ بقا ہے نہ کسی خُلد کا مشروب

اُس وقت وہ سمجھے گا کہ اسلام ہے کیا چیز
انجام کو جب پہنچے گا قرآں کا مغضوب

واقف ہیں فقط آپؐ ہی تحریرِ ازل سے
کیا جانیئے کیا کیا ہے وہاں شاملِ مکتوب!

جس حال میں دنیا کو دیا آپؐ نے اسلام
اُس حال سے واقف نہ ہوئے صبر میں ایوبؑ

یہ بزمِ محمدؐ ہے ترے عشق کی جنت
دادا تجھے رہنا ہے یہاں صورتِ جاروب

۷-۵-۱۹۸۰

آپؐ ہی کا ذکر ہے گرچہ مرے اشعار میں
اک نئی آواز ہوں پھر بھی لب و گفتار میں

ذکر تو کرتا ہوں گو بعد از خدا کی ذات کا
جانے کیا کیا لغزشیں ہیں کوشش لاچار میں!

مدحِ محبوبِؐ خدا اہل صفا کا کام ہے
یہ اُترنا ہے نظر کا وادیٔ انوار میں

آپؐ کی تعریف جتنی بھی کریں وہ خوب ہے
سوچئے کیا کیا تھے وہ دنیا کے کاروبار ہیں

آشنائے اہلِ دنیا ، رازدارِ کبریا
کس قدر باریکیاں ہیں آپؐ کے کردار میں

آنے جانے پر بھی صادر آپؐ کے فرمان ہیں
خیر و شر کے راز ملتے ہیں یہاں رفتار میں

دیکھنے کے بعد ملیئے بھی مرے محبوبؐ سے
بات ملنے کی کہاں ، اِس دُور کے دیدار میں

سیرت و قرآن کے جلوے نظر آئے مجھے
دہر بھر میں آپؐ ہی کے حاشیہ بردار میں

کیسی کیسی امتیں تاریخ میں مدفون ہیں
رہ گئیں جو آپؐ کے بِن ڈوب کر منجدھار میں

آپؐ ہی کی زندگی سے دہر پر روشن ہوا
خوبیاں ہوتی ہیں کیا قابل ترین سالار میں

آپؐ کے دن رات سے آتی ہے ہر دم یہ ندا
ہم تو جیتے ہیں، مسلسل عرصۂ پیکار میں

کوئی دم خالی نہ ہو عشقِ محمدؐ سے ترا
گھر بنا لیتا ہے کثرؔ دُم روزنِ دیوار میں

آپؐ کی بخشی ہوئی سوغات کی ہے جستجو
یُوں تو کیا کیا بیچتے ہیں لوگ یاں بازار میں

کُفر سے پنجہ زنی ہے سنتِ خیر البشرؐ
خار و گُل دونوں کو رہنا ہے سدا گلزار میں

آپؐ کے دشمن کو دُوں میدان میں کیسے شکست
بازوئے ایمان کی طاقت نہیں جب وار میں

رشک آتا ہے مجھے اُن پر ہوئی جن کو نصیب
رحمتِ حق کی تجلّی آپؐ کے دیدار میں

آدمی کی رفعتیں قرآن کی تفسیر ہیں
آپؐ کے افکار سے ہیں عظمتیں سنسار میں

نفرتوں کی نیند والے آپؐ کے ساتھی نہیں
آپؐ ملتے ہیں ہمیشہ دیدۂ بیدار میں

تُو مسلماں ہے تو ہر انسان پر رحمت لُٹا
ہے ترے اسلام کا جوہر ترے اطوار میں

مجھ کو بھی عصیاں گری سے باز رہنا چاہیئے
یہ بجا ہے بخششیں ہیں آپؐ کی سرکار میں

مہرباں ہوتے رہے مجھ پر غرض مندی سے لوگ
آپؐ سا انداز ڈھونڈا ہے عبث غمخوار میں

عشق ہے مجھ کو بھی احمدؐ کی طرح انسان سے
کس لئے سود و زیاں ہو میرے کاروبار میں

سیرت و قرآن جس کی فکر کی بنیاد ہوں
عظمتِ انسان آجاتی ہے اُس فنکار میں

جب نہیں تھی آدمی میں استقامت آپؐ کی
آنکھ سے اوجھل رہی منزل رہِ خمدار میں

مجھ کو دو دن کے تفکر ہی نے حیران کر دیا
آپؐ نے برسوں گزارے تھے حِرا کے غار میں

قاتلوں کی محفلیں بھی مسجدوں میں ڈھل گئیں
جب حرارت آگئی، ایمان کی، تلوار میں

مَیں ہوں بازارِ محمدؐ کی تجارت کا اصُول
زندگی بھر کا خسارہ ہے مرے بیوپار میں

کیا کروں سارا زمانہ سیم و زر میں غرق ہے
آپؐ کی باتیں نہیں ملتیں کسی زردار میں

آپؐ کی اُمت گدا اگر ہو درِ اغیار پر
یہ کہیں ملتا نہیں قرآن کے افکار میں

آپؐ نے انسان کو ادنےٰ سے اعلیٰ کر دیا
پھول کی عظمت نہاں ہے پھول کی مہکار میں

آج پھر قرآن کو ہے ابنِ حنبلؒ کی تلاش
کون ہو گا سرخرو دیکھیں نگاہِ دار میں

کب ملے گوشِ سماعت، دیکھیئے دارا مجھے
اک نئی آواز ہوں مَیں آپؐ کے دربار میں
۱۱-۵-۱۹۸۰

میں گلشنِ اسلام سے مایوس نہیں ہوں
ہر پھول کے سینے میں ہیں اسرارِ گلستاں

تاریخ کے اوراق نے دیکھا کہ بہر دَور
ہے سوزِ چراغاں میں رواں خونِ شہیداں

کہسار سے ٹکرانے کی ہمت تو ہَے، لیکن
دے ذوقِ مسلمان کو ادراکِ مسلماں!

وہ فردِ جہاں ساز مسلماں کو عطا ہو
جس فرد کے سائے میں پلے عظمتِ انساں

درویشِ محمدؐ کی فقط ایک دُعا ہے
دل حاملِ قرآں ہو، عمل حاصلِ قرآں!

داراؔ! مرے اسلام کو کامل نہ سمجھنا
جب تک میں رہوں آپ صلعم کی سیرت سے گریزاں

۱۴-۵-۱۹۶۹

قرآن و محمدؐ کا ہے بس ایک ہی مطلب
انسان ہو اللہ کے حوالے سے مہذب

یہ تاج وری ہو کہ فقیری کا لبادہ
دنیا کا محافظ ہے محمدؐ کا مقرب

اک حرفِ محمدؐ کے بھی منکر سے یہ کہہ دو
دارین میں وہ حکمِ خدا سے ہے معذب

جب کہتے تھے جبریلؑ کا لایا ہوا پیغام
حسرت ہے کہ میں دیکھتا وہ کھلتے ہوئے لب

تکرار نہ کی نورِ محمدؐ کی خدا نے
دیکھا نہیں افلاک نے پھر آپؐ سا کوکب

جو آپؐ کا ہو کر بھی نہ الفقر کو سمجھے
وہ شخص ہے دنیا کے اکابر سے بھی اکذب

ہو جائے جو روشن وہی مصباحِ محمدؐ
رُک سکتی ہے دنیا پہ اُبھرتی ہوئی ہر شب

دُنیا ہمیں کہتی ہے محمدؐ کے اَجاہِل
حسرت سے ہمیں تکتا ہے قرآں کا مکتب

دنیا کے تقاضے بھی سمجھ آپؐ کی صورت
مانا کہ وہ ہر طالبِ اقواتؑ کا ہے رب

اے دانشِ اغیار پہ شیدا! یہ بتا جا
ایقانِ محمدؐ سے تو مایوس ہوا کب!

ہر حال میں ہیں ہم تو محمدؐ کے سپاہی
یہ نورِ سحر خیز ہو یا ظلمتِ دلشبؑ

مومن کی ہے یہ شان کہ ہو غرقِ محمدؐ
جیسے کہ کوئی پھول ہو خوشبو سے لبالب

۱؎ قوت کی جمع ۲؎ اندھیری رات

انوارِ رحیمی کے مہ و مہر مِلے ہیں
دیکھی ہے تصور نے محمدؐ کی یہی چھب

دیکھا ہے کئی بار بحالِ دِلِ مضطر
سیرت میں ہوا غرق تو آرام مِلا تب

اندازِ محمدؐ کی شناسائی یہی ہے
محفل میں گُلِ عشق تو میدان میں تھے قبؔ۱

زر کیش زمانے میں کھڑا سوچ رہا ہوں
اللہ کے اَقرب کا بنوں کیسے مُقرّب

اک چشمِ مفکر ہی پہ کھلتا ہے یہ نسخہ
مانا کہ ہے قرآں میں ہر دُکھ کیلئے طبؔ۲

وہ لوگ نہیں، اُن کی طرح بھی ہوں اگر لوگ
مِل سکتا ہے احبابِ نبیؐ کو وہی منصب

۱؎ تلوار کی جھنکار۔ ۲؎ علمِ طب

اک لرزشِ عظمت ہے رگ و پے میں سے گزری
دل شانِ محمدؐ میں مرا ڈوب گیا جب

کہتی ہے مجھے آپؐ کی پُر رمز خموشی
ہونا ہے مرے دِل کو ابھی اور مؤدب

انسان کی کوشش کو ہے ارشادِ محمدؐ
ہر بات ہے اللہ کی قدرت کا مسبب

احمدؐ کی رحیمی نے ہر اک ظلم مٹایا
خوشبو کے سوا اور ہے کیا پھول کا مشرب!

دُنیا کو محمدؐ کا یقیں پھر سے ہے مطلوب
گھیرے ہیں اِسے مکر کے تشکیک کے موکب

ہونا ہے جہاں ایک بھی اسلام کا عاشق
دارا کو وہ لگتا ہے ہمہ بزم سے اغلب

۱۴-۵-۱۹۸۰

یہ نادانی ہے یا سادہ مزاجی اہلِ ایماں کی
کہ چُپ چُپ ہیں اپنے گھر میں سُن کے جو تردید قرآں کی

محمدؐ کی صداقت ہر طرف سے تیر کھاتی ہے
رواداری میں ہے سوئی ہوئی غیرت مسلماں کی

زمانہ آپؐ کی سوچوں کو مقتل میں ہے لے آیا
پڑی ہے فکر مجھ کو آپؐ کی زلفِ پریشاں کی!

مری سوچوں کی غربت اور بازو کی ضعیفی سے
بنا ڈالی بتوں کی شکل ہے پیغامِ یزداں کی

نگاہِ خار ہے مرغوب میرے نونہالوں کو
بصارت چھین لی کس نے مری چشمِ گلستاں کی!

ثنا خوانی سے اسرارِ محمدؐ کیوں نہیں کھُلتے
ثنا خوانی ہے میری سوچ اُردو کے غزل خواں کی

مرا عشقِ محمدؐ نام ہے ظلمت کی سرکوبی
کہانی تو نہیں یہ قیس کے چاکِ گریباں کی

شبِ معراج کے وارث جہازوں سے پریشاں ہیں
ابھی کل تک نہ تھی پروا انھیں تختِ سلیماںؑ کی

محمدؐ کے غلامو! اور کس در پر صدا دوگے
کرے گا کون رکھوالی زمانے کے نگہباں کی!

سمجھ لو ہو چکی ہے مضمحل اپنی مسلمانی
خبر غیروں سے جب ملنے لگے اپنے شبستاں کی

اکیلا کر دیا مجھ کو محمدؐ کی محبت نے
گواہی کس سے مانگوں آج اپنی چشمِ حیراں کی!

محمدؐ کے ثنا خواں نخلِ ایماں سے گریزاں ہیں
وہ کہتے ہیں کہ میں بھی داد دوں اُنکے بیاباں کی

ہزاروں داغ ہیں اب چشمِ احمدؐ کے لئے اس پر
قسم کھائی تھی اک دن قدسیوں نے میرے اماں کی

مرے قلب و نظر نورِ محمدؐ سے منور ہیں
عبث ترغیب دیتے ہیں مجھے حسنِ پرستاں کی

خدا جانے مری کس سوچ میں اُن کا بسیرا ہے
مجھے تو فکر دامنگیر ہے فکرِ گریزاں کی

مَیں تلمیذِ محمدؐ غرق ہوں قرآن و سیرت میں
مرے دم سے سلیقہ مندیاں ہیں بزمِ اِمکاں کی

مدینے کے سفر سے بھی اثر لیتے نہیں کوئی
کہاں ہے آبروئے حجّاج کے اب عہد و پیماں کی!

محبت کی تڑپ آئے کہاں سے تیری ہستی میں
ترا دل کھو چکا پہچان اُنؐ کے سوزِ پیکاں کی

محمدؐ نے سکھایا تھا کہستانوں سے ٹکرانا
مجھے تو کھا گئی نازک خیالی شام داراں کی

زبانوں پر محمدؐ ہیں، دلوں میں کفر بستا ہے
صدا آتی ہے گھر گھر سے کسی بیمار حیواں کی

کرم ہے آپؐ کے پھولوں کا مجھ ناداں کی سوچوں پر
خیالوں میں چھپا رکھی ہے دنیا بوئے ریحاں کی

محمدؐ جس کی اک اک شاخ کو زہراب کہتے ہیں
زمانہ شان دکھلاتا ہے مجھ کو اُس بیاباں کی

یہ کیسی بے حسی ہے، آپؐ کو بھی بھول بیٹھے ہیں
اسیری مانتے جاتے ہیں دل زندانِ ہیجاں کی

جنھیں نامِ محمدؐ کی تجارت خوب آتی ہے
وہ مجھ سے پوچھتے ہیں داستاں اندازِ دہاںؐ کی

زمانے بھر پہ جو چھائی ہوئی تھی آپؐ سے پہلے
وہی ہے بدنصیبی آج پھر بے داغ انساں کی

یہ غیروں سے کہوں کیسے کہ ہوں اُنکی طرح میں بھی
کہ جب خود میرے اپنے گھر میں ہے پرخاش الواں کی

مرا قاتل بھی خود کو آپؐ کا عاشق بتاتا ہے
مرے ہاتھوں میں دیکھو دھجیاں میرے ہی داماں کی

ما۔ خیانت کرنا

ترے گھر کی حفاظت اُس گھڑی تک غیر ممکن ہے
کرے گا تُو نہ جب تک دست گیری اپنے درباں کی

تہی داماں ہُوں اب پیشِ محمدؐ حشر کے دن مَیں
طلب کرنی نہ آئی تھی جہاں میں اپنے ساماں کی

مرے مکتب محمدؐ کے تفکّر سے گریزاں ہیں
یہی کیا قدر ہوتی ہے کسی محسن کے احساں کی!

اگر تیرا تعلق ہے محمّدؐ کی جماعت سے
زمانے بھر کو دے پھر سے محبت اپنے اخواں کی

فسادِ اہلِ خانہ سے مِرا گھر بزمِ ظلمت ہے
زمانے بھر میں کرنیں ہیں مری اصلِ فروزاں کی

محمدؐ کا تدبُّر کہہ رہا ہے آج بھی ہم سے
خبر لینی ہے خود ہم ہی نے اپنے شہرِ سوزاں کی

آنکھ سے دیکھا تو رستے میں کھڑی دیوار تھی
کائناتِ قلب میں خیر البشرؐ سرکار تھی

میرے پرُزے اُڑ رہے ہیں آج ہر سُو دشت میں
میری ہستی ہی یہاں کل صورتِ کہسار تھی !

آج ہیں ظلمت فشاں شمس و قمر کی وادیاں
کل تلک ظلمت بھی ہم پر چشمِ انجم بار تھی

اگر طیبہ کے والیؐ کی مرے دل میں محبت ہے
مرے اعمال میں ہوگی جھلک اُس روئے تاباں کی

زمانے بھر کو جس نے عدل و حکمت کے گہر بخشے
مجھے ہے جستجو اِس دور میں اُس قومِ ذیشاںؐ کی

اِسے کوئے حرا سے آخری حجؐ تک دکھانا ہے
سمجھ آئے نہ آئے آدمی کو وقتِ پُویاں کی

تمہیں کیسے مَیں سمجھاؤں محمدؐ سے مِلا کیا تھا
کہانی تذکروں میں سو رہی ہے میرے عنواں کی

جنھیں راہِ خدا میں جان دینے کا سلیقہ ہو
اُنھیں ہوتی نہیں فکرِ قبور و غسل و اکفاںؐ کی

وہ شے جو دل میں اُتری تھی محمدؐ کی نگاہوں سے
قیامت میں طلب ہوگی اُسی دلدوز ایقاں کی

ص ۱ ناموسِ رسولؐ ص ۲ کفن کی جمع۔

THIS EBOOK IS DOWNLOADED FROM
SHAAHISHAYARI.COM

LARGEST COLLECTION OF URDU
SHERS, GHAZALS, NAZMS AND EBOOKS.

محمدؐ سے تو ہر انسان نے یکساں کرم پایا
کہاں بنیاد ہے مسلم! تری اِس خوئے اِخصاں کی

میسّر ہو ہمیں پھر دھر میں اہل ادا ہونا
ادا اللہ نے دیکھی سدا احمدؐ کے خوباں کی

محمدؐ نے بنایا خار و گُل میں کیا تفاوت ہے
تمہیں درکار ہے تفسیر کیوں اس رازِ عریاں کی!

دبانے کے لئے جس کو زمانہ اب بھی کوشاں ہے
علاجِ دردِ دنیا ہے وہی آواز فاراں کی

مجھے گھیرا ہوا ہے کفر کے دَورِ تعفن نے
بہت مدّت ہوئی سُونگھی تھی خوشبو اپنے بستاں کی

مجھے معلوم ہے مقصودِ احمدؐ خیرِ دُنیا تھا
طلب عالَم کو ہے پھر سے اُسی فکرِ درخشاں کی

ما تضمین جاناں

جہاں کہتا ہے مَیں قرآں سے نسبت نہیں رکھتا
بڑی شہرت ہے اِس مجھ پر لگے مفروض بہتاں کی

محمدؐ کے فدائی ہوں کہ بت کارانِ و نصرانی
ضرورت ہے کسے دنیا میں اب ایمانِ بےجاں کی!

سلامت ہے مری جاں مہرِ طیبہ کی عنایت سے
محمدؐ گرمئی دل خیز، میں ٹھنڈک زمستاں کی

ہماری محفلوں کے دشمنوں سے یار غافل ہیں
محمدؐ کے سوا کس کو خبر ہے میرے خلجاں کی

ہمیں کہتے ہیں ناچو، ناچ میں رفتارِ منزل ہے
ہمیں منزل نہیں ملتی کسی بھی پائے رقصاں کی

مرے ناکام نغمے کہہ رہے ہیں سر بسر دارا
ضرورت اُنؐ کو شاید کچھ نہیں مجھ سے سخنداں کی!

۱۶-۵-۱۹۸۰

توفیقِ کبریا ہی سے ہوں گا ئیں سرخرو
پیشِ نظر ہے شانِ محمدؐ کی جستجو

ذکرِ حضورِ پاک ہے اک بحرِ بیکراں
میرا قلم ہے ایک دو بوندوں کی آبجو

جاری رہے گی ایک تسلسل سے حشر تک
سینہ بہ سینہ قاسمِ رحمتؐ کی گفتگو

مجھ سے ہوئی ہے چشمِ محمدؐ میں کچھ خطا
ذلت میں ہوں میں اپنے غلاموں کے روبرو

آواز میں وہ لوچ وہ نرمی بہشت کی
جس کو ترس رہے ہیں زمانے کے خوش گلو

کہتی ہے میری فکر سے دُنیا کی تشنگی
پھیلے گی شہر شہر محمدؐ کی آرزو

بستے ہیں اُنؐ کے ذکر سے اجڑے دلوں کے شہر
ہوتا ہے اُنؐ کی دید سے چاکِ منظر رفو

آتا ہے رشک اُس کے گلوں کے نصیب پر
دیوانہ کر گئی ہے مجھے جس چمن کی بو

کونین بے نقاب ہوئے اسکے کیف سے
کافی ہے اُنؐ کے جامِ محبت سے اک حُسُو[۱]

۱۔ چسکی لینا۔

ہوتا اگر مَیں آپؐ کی روئیدگی کی شاخ
یہ ارضِ وقت روک نہ سکتی مری نمو

میرا جہاں نہیں ہے محمدؐ شناس کیوں!
اُس وقت بھی یہی تھیں زمانے کی چار سُو

دنیا ہزار سوچے باندازِ مصلحت
میرے عدو ہیں، جو بھی محمدؐ کے ہیں عدو

چھٹے ہوئے ہیں نامِ محمدؐ سے زر پرست
جیسے کسی بدن سے ہو اک کثرتِ زَنُو ۱

تاریکیوں کے دَور میں دنیا کو نور دے
تیرے دِل ونظر ہیں محمدؐ کے شمع رُو

کس کو خبر ہے اس کے قیام و سجود کی
ہوتا نہیں ہے عاشقِ سرکارؐ بے وضو

۱۔ جوئیں

"بعد از خدا بزرگ توئی" صدق عین ہے
واللہ اس میں بال برابر نہیں غُلُو

لوحِ جہاں پہ گر نہ ہو ذکرِ نبیؐ رقم
انسانیت سے پھر یہ صحیفہ رہے خُلُو[1]

مومن کا دل ہے عشقِ محمدؐ میں اس طرح
جیسے کہ چشمِ آب میں رہتا ہے ایک غُو[2]

اولاد و جان و مال و وطن سب نثار ہیں
قائم رہے جہاں میں محمدؐ کی آبرو

یہ پھر رہے میرے عشقِ محمدؐ کا امتحان
لائی ہے میرے سامنے دنیا جدل کی گو

حق ہے تجھے کہ چھین لے مجھ سے دمِ حیات
مجھ میں اگر نہ پائے تو میرے نبیؐ کی خُو

---

[1] خالی ہونا۔ [2] راج ہنس۔

کس نے سلا دیئے ہیں مسلماں کے بام و در
بیدار ہیں یہود و نصاریٰ کے سُوق و کُو

نسبت یہی ہے مجھ کو محمدؐ کے دَور سے
ساحل پہ جیسے سیلِ گزشتہ کی ہو رُغُو

کس طور کی ہے میری محمدؐ کی پیروی
وہؐ دہر کی پناہ تھے، مَیں ہوں پناہ جُو

عشاقِ مصطفےٰؐ کی یہ تکفیر دیکھنا
مومن رہے ہیں، اپنے نگاہوں میں، مَیں نہ تُو

طیبہ سے کیسے آئے گا میرے لئے جواب
جب تک نہ ہو سکے گا مسلماں ہرا لہو

دارا اسیرِ عشقِ محمدؐ ہے، دوستو!
محفل میں اس کی لاؤ کہیں سے نظامِ ہُو

۲۲-۵-۱۹۸۰

دہر زندانی بنا آزادیٔ شمشیر سے
میری آزادی ہے قائم آپؐ کی زنجیر سے

حکمتِ عالم ہلاکت خیزیوں کا نام ہے
زندگی کی آس ہے اسلام کی تدبیر سے

مجھ کو یُوں قرآن کی لاانتہا دولت ملی
بحر پی جاتی ہے ندّی جس طرح تقطیر سے

مَیں مسلماں ہوں، مرے افکار میں اسلام ہے
آپؐ جھانکے گے ہمیشہ ہی مری تحریر سے

جسم کے مانند ہے روحِ بشر بھی زیرِ صوم
مجھ کو آتی ہے صدا یہ سنتِ تفطیر[1] سے

اشتراکیت میں اسلامِ محمدؐ کو نہ ڈھونڈ
کب رخِ کعبہ ملا ہے کفر کی تقشیر[2] سے

---

[1] روزہ کھلوانا ۔ [2] چھلکا اتارنا ۔

دِل کے اندر آپؐ ہیں، لب پر مرے لات و منات
ہائے کس کافر کو ایسی زندگی درکار تھی!

وا ژگوں کشکول ہیں اور در بدر کی ٹھوکریں
کیا یہی وہ قوم ہے جو دستِ گوھر بار تھی!

آپؐ کے صدقے میں دُنیا صحنِ لالہ بن گئی
آپؐ سے پہلے یہ دُنیا وادیٔ پُرخار تھی

آج اپنوں میں جو ٹھہرا ہے متاعِ زندگی
کل اسی میں بتکدے کی زندگی سرشار تھی

زندگی پازیب کی چھَم چھَم ہے اب اپنے لئے
اپنے آبا کے لئے تلوار کی جھنکار تھی

حق اُسی دم تک حقیقت تھا زمانے کے لئے
لب پہ تھا قرآن، میرے ہاتھ میں تلوار تھی

اُس کی سوچیں گلشنِ احمدؐ سے اب تک دُور ہیں
جو معطر کر رہا ہے بزم کو چراند[1] سے

دُور رہتا ہے محمدؐ سے جو کاروبار ہیں
وہ سجاتا ہے در و دیوار اپنے قیر سے

کس لئے کرتے ہو تاویلیں دِل قرآن کی!
طے نہیں ہوتی مسافت دہر میں تدویر[2] سے

آپؐ نے چل کر دکھایا دھر کی ہر راہ پر
کام دنیا کے نہیں چلتے فقط تبشیر[3] سے

کس قدر غوغا ہے ہر سُو اجرِ مُزدُور کا
کون آگے بڑھ سکا ہے آپؐ کی توفیر[4] سے

بے زمینوں کو بھی اس میں آپؐ نے شامل کیا
آدمی پاتا ہے جو کچھ بھی یہاں جاگیر سے

---

[1] گوشت جلنے کی بُو [2] کسی شے کو چکر میں پھرانا۔ [3] خوش خبری دینا
[4] کسی کا حق پورا ادا کرنا۔

خُلقِ احمدؐ سے مٹا سکتے ہیں ہر شعلے کا نام
ظلم کی ماری ہوئی اُس ارضِ آتشگیر سے

کس طرح کا عشقِ احمدؐ پالتے ہو رات دِن
لُوٹتے ہو آج بھی دنیا کو تم تذویر سے

چند نعرے، چند لائنیں دے کے ہم وقتِ جدال
مطمئن ہیں آپؐ کے فرمان کی تشہیر سے

ہم جنھیں گھیرے ہوئے ہیں غیر کے صد انقلاب
دستکش ہیں آپؐ کی لائی ہوئی تغییر سے

آج مَیں خود اپنے گھر میں بھی ہوں ذلت کا نشاں
کہ خدا بھی آپؐ سے خوش تھا مری توقیر سے

سوچنے والو محمدؐ کے حوالوں کے بغیر
تم نبٹ سکتے نہیں یُوں دہر کی تشمیر[۱] سے

---

۱ چستی، مستعدی۔

جس قدر چاہو اُڑاؤ میرے محمدؐ کے خلاف
تم سمندر کو اُڑا سکتے نہیں تبخیر سے

آؤ، سیکھو آپؐ کے مکتب سے تدبیرِ عمل
روکنے والو ہوا کے زور کو پنگیر[ص۱] سے

آپؐ کی محفل کے چرچے کرنے والوں سے کہو
لوگ آتے ہیں اِدھر لیکن بہت تاخیر سے

عشق کے رستے سے پہلے بھی ہے راہِ عقلِ خیر
آپؐ نے، جس کو ہمیشہ، طے کیا تدبیر سے

دہر کو بخشی تھی جو سرکارِؐ عالمتاب نے
پوچھتی ہے راستہ دنیا اُسی تنویر سے

آپؐ نے جو کہہ دیا وہ حرفِ آخر ہو گیا
مجھ کو کیا لینا ہے اب توضیح سے، تفسیر سے

ص۱ چھلنی

آ، مَیں سمجھاؤں تجھے دستِ محمدؐ کا کمال
لوگ ملت بن گئے اک فکر کی تعمیر سے

کیا کیا ہیں نے محمدؐ کے حسیں پیغام کو
خواب کو پہچانتے ہیں خواب کی تعبیر سے

باغِ دنیا میں ہیں جو بادِ محمدؐ سے تہی
وہ کِھلاتے ہیں گلوں کو صرصرِ تعزیر سے

اک مِس بے قدر ہیں اب دہر کے بازار میں
ہم کبھی سونا بنے تھے آپؐ کی اکسیر سے

گرم کیوں ہوتا نہیں ذکرِ محمدؐ سے لہو
آج بچے پل رہے ہیں کیا خبر کس شیر سے!

ہند میں شُدّھی کا کیا انجام ہو گا، یا رسولؐ!
ہو گئے ہم بے نشاں ہا ببیں ہیں تنصیر[۱] سے

۱؎ عیسائی بنانا۔

عاشقِ اسلام ہی سے لوگ ہیں اب تو خفا
کیا توقع ہے جہاں کو آپؐ کے نخچیر سے!

ذکرِ احمدؐ تو نہیں اعمالِ احمدؐ کا بدل
دل نہیں ہوتا ہے طاہر جسم کی تطہیر سے

ہم کو کہتے ہیں محمدؐ کے مقلد، بت شکن
ہم ہبل جاتے ہیں کیسے لات کی تصویر سے!

لب پہ ہے عشقِ محمدؐ دشت پیمائی بغیر
طالبِ انجیر ہیں، ہم نخلِ بے انجیر سے

آج ہر ماراب[1] ہے دینِ محمدؐ کا عدو
یہ نیا گل کھِل اٹھا قارون کی تاثیر سے

باغِ قرآں میں نہیں کھِلتے دلیلوں کے گلاب
گفتگو ہوتی نہیں ہے صید کی یاں تیر سے

ص۱ جس کے پاس نئی دولت آئی ہو۔

یا محمدؐ! بن گیا ہے خود ہی یہ صحرا پرست
کس نے روکا ہے چمن کو کوششِ تخضیر[1] سے

بے خطا ماہر ہے یہ قرآن کی تفسیر کا
شب نہیں کٹتی فقیہہِ شہر کی تقریر سے

کس کو کہتے ہیں محمدؐ کا نظامِ سلطنت
پوچھ لے جا کر کسی بھی وقت کے شبیرؓ سے

آؤ، ارشادِ محمدؐ پھر دکھائیں دہر کو
کیا مِلے گا غیر کے اذکار کی تحقیر سے

حشر تک اُن سے رہے گی بزمِ ہستی مُستنیر
کیسے کیسے لوگ اُٹھے آپؐ کے تخمیر سے

پرورش پاتے ہیں میرے گھر میں کیوں اب کافرین
آپؐ نے روکا تھا مجھ کو کفر کی تقسیم سے

ص[1] سرسبز کرنا۔

بن گیا ہوں پھر اُسی تقدیر کا صید زبوں
آپؐ نے مجھ کو کیا آزاد جس تقدیر سے

یا محمدؐ! وہ ابو ذرؓ ہے ہمارے دَور کا
بچ گیا ہے آج کل جو سیم و زر کے فیر[ص۱] سے

اک طرف ہے جاہِ دنیا، اک طرف عشقِ رسولؐ
ہے تری اصلِ بَصر تعویر[ص۲] یا تبصیر[ص۳] سے

لوگ کہتے ہیں مرا اسلام اک مَدْرُوْس[ص۴] ہے
لوگ دامن چھینتے ہیں ایک دامنگیر سے

ایک ترشیش[ص۵] محمدؐ میں ہیں لاکھوں بر شکال
ہم بنا لیتے ہیں جامہ اک ذرا سی لیر سے

درس لیتا ہوں مَیں دارا سیرت و قرآن کا
غرقِ عشقِ مصطفیٰؐ[ص۱۰]، اقبالؒ مردِ پیر سے

۲۶-۵-۱۹۸۰

کہتے ہیں شب و روز مجھے آپؐ کے اَشغال
انسان کا انجام ہے انسان کے اعمال

لازم ہے کہ مَیں ان کو زمانے میں بکھیر دوں
میراث ہیں جو مجھ کو مِلے آپؐ کے اَفضال

ہر لمحہ تھا بیدار محمدؐ کی نظر میں
قوموں کے لئے موت ہے افراد کا اِغفال[1]

ہے آپؐ کی سیرت تو پہاڑوں سے بھی مُحکم
آیا ہے کہاں سے مِرے کردار میں اِضلال[2]

---

[1] غفلت [2] گمراہ کرنا۔

پروازِ محمدؐ کی رسائی کا وہ عالم
تھک ہار گیا راہ میں جبریلؑ سا ذی بال

آہ، میرے محمدؐ کی فراست پہ نظر کر
زنجیر کیے جس نے بت و شرک کے جنجال

تفسیروں کا البم بھی بڑی چیز ہے، لیکن
قرآن کے اوراق میں ہے آپؐ کی تمثال

جو لوگ کہ ہیں خُلقِ محمدؐ کے مُماثل
دُنیا میں بھی خوشحال وہ عقبیٰ میں بھی خوشحال

ارشادِ محمدؐ ہے گراں بار نہ ہو نا
ہو گا نہ کسی کا بھی کوئی حشر میں حمّال

جو آپؐ کی صُورت نہیں دنیا پہ کرم بار
خود کام ہے، وہ چاہے ولی ہو کہ ہو ابدال

صہ ۲ بہ اہتزاز۔

میں اہلِ تصرّف کا چلن دیکھ رہا ہوں
کرتے ہیں جو ہر گام پہ اسلام میں اِغلال[1]

آ، اپنے زمانے کی کریں عقدہ کشائی
ہر دَور میں تہہ دار ہیں قرآن کے اَمثال

ہم آپؐ کے ہیں آپؐ کی دُنیا کے نہیں ہیں
منظورِ نظر تھے کبھی وہ تیر وہ اِغزال[2]

غیروں کی طرح مجھ کو تو مرنا نہیں منظور
مرجاؤں، تو آقاؐ! مِرا ہم کیش ہو غسّال

قرآں کی گردش ہو اگر میرے لہو میں
ہر لحظہ مرے ساتھ ہے پھر آپؐ کا اِجلال[3]

وہ رحمتِ عالمؐ سے بھی محروم رہے ہیں
جن لوگوں کے افکار تھے منت کشِ اَقفال[4]

---

[1] خیانت کرنا۔ [2] چرخہ کاتنا [3] بزرگی [4] قفل کی جمع۔

قافلے کی رہنمائی کر گئے وہ رہنما
جن کا دل سوتا نہ تھا، جن کی نظر بیدار تھی

آپؐ نے بخشی مجھے جب بھی توانائی کی بھیک
میرے دشمن کی فضا بھی صورتِ غمخوار تھی

کیا کہوں کیا کیا ہوا، کیسے ہوا، کیونکر ہوا!
آپؐ کی رفتارِ "اسرا" وقت کی رفتار تھی!

آپؐ کے احسان سب پر، سلسلہ در سلسلہ
آپؐ کی رمزِ سخن انسانیت بردار تھی

کافری کا ہر سخن، دارا! تھا پیچ و خم کا جال
آپؐ کی ہر بات خوشبو کی طرح ہموار تھی

۵-۵-۱۹۷۲ ———————

کیا مجھ کو سناتے ہو بزرگوں کے مقولے
سب لوگوں کے ہیں آپؐ سے مانگے ہوئے اقوال

کہتے ہیں مجھے آپؐ کی دُنیا کے منافق
ہر محفلِ اشراف میں کچھ ہوتے ہیں اَرذال[1]

آ، تجھ کو بتاتا ہوں مسلمان کی وسعت
اللہ حقیقت میں ہے اسلام کا اِجمال

احمدؐ کی محبت یہ جو بیدار ہوئی ہے
ہم کہنہ مریضوں کی ہے یہ صورتِ اِیفال[2]

غیروں کی نگاہیں نہ اسے ماپ سکیں گی
اسلام کا اقبال ہے اسلام کا اقبال

آئے گا نہ مشکل میں کوئی تیری مدد کو
احمدؐ کے سوا کوئی نہ ہوگا ترا اِکفال[3]

ص۱ رذل (کمینہ) کی جمع ص۲ بیماری سے شفا پانا ص۳ کفیل ہونا

وہ سب کے لئے رحم و کرم ، جودوسخا تھے
لازم ہے مسلماں پہ ، ہو آپؐ کا نقّال

اسلام کی گلیوں میں منافق نہیں رہتے
پروردۂ قرآں میں ہوتے نہیں مختالؔ[1]

گھر لوٹ لئے اپنے عجم کیش بتوں نے
غارت گرِ ایماں ہوئی دولتِ انفالؔ[2]

وہ کیا ہے جسے آپؐ نے انسان کہا ہے
مانا کہ مری اصل ہے قرآں کی صَلصالؔ[3]

احمدؐ کسی حالت میں بر اساں نہ ہوئے تھے
راحت کی گھڑی تھی کہ گرفتارئ بلبالؔ[4]

وہ رحمتِ یزداں سے شناسا نہیں ہوتے
دیتے ہیں جو اذکارِ محمدؐ کی گھڑی ٹال

---

[1] مکر و حیلہ کرنیوالا [2] نفل (مالِ غنیمت) کی جمع۔ [3] کچی سوکھی مٹی جو بجانے سے بولے [4] نغمہ سنج

ہر رنگ میں مومن ہے زمانے سے نرالا
یہ اِس کے مہ و سال ہیں، وہ اُس کے مہ و سال

صد شکر محمدؐ کی رہِ راست ملی ہے
اسلام کجا اور کجا کفر کا جنجال

مَیں نے تو یہ سیکھا ہے محمدؐ کی نظر سے
مسلم ہے تو کر اپنے شب و روز کی پڑتال

اسلام ہے دنیا کی امامت کا طریقہ
قرآں کی آنکھوں میں تُو لے اس کو اگر پا ل

کر اپنی حفاظت بھی، محمدؐ کے شناور!
ہے بحرِ زمانہ کی ہر اِک موج نیا جال

ہر قوم کے، ہر فرد کے، ہر دَور کے محسنؐ!
دیکھا نہیں دنیا نے کبھی آپؐ سا مِفضالؔ[1]

---

[1] مفضال - بڑا احسان کرنے والا۔

قرآن و محمد کا سبق بھولنے والے
بن جاتے ہیں بچوں کے لئے مکتبِ اشکال

سمجھا ہے یہی میں نے تو قرآں کی زباں میں
ہم سارے مسلماں ہیں محمدؐ کی جواں آل

اعمالِ نبیؐ سے یہ ہوا دہر پہ روشن
انسان کے عاشق کبھی ہوتے نہیں بے حال

اُس بزم کی بنیاد بنا خُلقِ محمدؐ
جس بزم میں سب ایک ہیں سلطاں ہو کہ حبّال[1]

معلوم نہیں اُن کو محمدؐ کے شب و روز
یورپ کے ہوں یا ہند کے جسّاس[2] سے کیّال[3]

کس شعر پہ ہو، کہہ نہیں سکتا ابھی دارا
وہ صورتِ حسانؓ عطا ہو گی کبھی شال

۳۰-۵-۱۹۸۰

[1] رسّی بٹنے والا [2] بڑا جستجو کرنے والا [3] ناپنے والا، تولنے والا۔

احمدؐ والی وحدت اُس سے کیسے کروں وصول
جس بستی کے ہر گھر کا ہے اپنا ایک اصول

میری باتوں میں کعبہ ہے، کاموں میں بُت خانہ
میری دورنگی کو دنیا کیسے کرے قبول!

قرآنی اَفہام سے میری سوچیں جاگ اُٹھیں
سیرت کے رستے جب اس کا مجھ پر ہوا نزول

آپؐ کی صورت دنیا کا غم کھانا میرا کام
آپؐ کی رہ پر چل کر مجھ کو سونا ملے کہ دھول

جانے دنیا اس گلشن کی قیمت کس کو دے گی
میرا کام اُگاتے رہنا احمدؐ والے پھول

آپؐ کی سیرت بتلاتی ہے دشمن ہو کہ دوست
دنیا کا محسن ہوتا ہے کتنا بڑا احمولؐ

عشقِ محمدؐ سے ٹکراتے رہے ہیں لات و منات
پھولوں کے ہمراہ رہے ہیں گلشن بیچ ببول

کچھ معلوم نہیں ہے، آقاؐ! کس قرآں کی رُو سے
ہم قرآنی اک دوجے کو سمجھیں غیر، جھول

آپؐ کا اک منشا تھا مسلم آپؐ سا جینا سیکھیں
اک بس آپؐ کے نقشِ پا پر چلنا مرا اصول

روز نئے انسان کی ہم سے مانگے ہیں تقلید
وہ جو کہتے ہیں کہ اپنا ہے بے مثل رسولؐ

ذکرِ حق اور فکرِ سنّت سے باہر ہر بات
داراؔ مومن کی ہستی کو ہے اک درِم فضول

۸-۶-۱۹۸۰

لے بہت صابر

ظلمتِ شب کے لئے مہرِ منور آپؐ ہیں
خشک دنیا کے لئے شیریں سمندر آپؐ ہیں

عالمِ دیں سے غرض ہے اور نہ شاہِ دہر سے
میرے صاحب، میرے آقا، میرے رہبر آپؐ ہیں

ہوگئی ہے ختم جن پر آمدِ پیغمبراں
صاحبِ معراج و رحمت وہ پیمبر آپؐ ہیں

جس کے بام و در خدا کے فیض سے ہیں ہمکلام
حشر تک سارے جہاں میں ایک وہ گھر آپؐ ہیں

قُربِ داور میں ہیں جانے کتنے واں خورد و کلاں
سارے انسانوں میں اک محبُوبِ داور آپؐ ہیں

جس میں پھر زر و سیم کی حاجت نہیں انسان کو
حکمت و تدبیر والے وہ جہاں گر آپؐ ہیں

کیا خبر کس کے محمدؐ کو ہوا حاصل وصال
سیرت و قرآں کی باتوں میں برابر آپؐ ہیں

آدمی پیغمبروں کی ذات سے انساں بنا
گوہرِ پیغمبری کی آبِ گوہر آپؐ ہیں

دل کسی کا ہو، کسی کا ہاتھ ہو، سب بے یقیں
درحقیقت فاتحِ پندارِ خیبر آپؐ ہیں

آپؐ سے باہر ابوبکرؓ و عمرؓ کچھ بھی نہیں
اور دارا اعظمتِ عثمانؓ و حیدرؓ آپؐ ہیں

۱۰-۶-۱۹۸۰

مِلّتِ بُت شکن ، بُت پرستی میں ہے
ایک دستِ فلک گیر پستی میں ہے

جس کی منزل ہے انسان کی بہتری
اُس کا رستہ محمدؐ کی بستی میں ہے

ہم سے قرآن و سیرت نے کُھل کر کہا
بھوک بھی ابنِ آدم کی ہستی میں ہے

فقر پر آپؐ کو فخر ہوتا نہ کیوں
آپؐ کا مدّعا تنگدستی میں ہے

آپؐ نے آدمی کو سکھایا اُسے
وہ جو مفہومِ رازِ اَلستی میں ہے

آدمی کی رذالت، بقولِ نبیؐ
طرزِ اسراف میں، باد دستی میں ہے

آپؐ کا عشق جس نے بھی اپنا لیا
وہ سرِ دار بھی اُس کی مستی میں ہے

بات سیرت سے سمجھے جو قرآن کی
وہ نہ توضیح میں اور نہ دستی میں ہے

آپؐ نے اپنے دارا کو بتلا دیا
عظمتِ آدمی کاردستی میں ہے

۲-۶-۱۹۸۰

معراجِ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم

لو نُورِ طُور سے سَو بار باوُضو ہو کر
حضُورِ پاکؐ کا احساس دل میں آیا ہے

مَیں اور ذکرِ محمدؐ مِری زباں چُومو !
کرم خدا کا مجھے اِس مکاں پہ لایا ہے

مرے خیالوں کا مرکز ہے وہ درِ بطحا
جہاں کہ حضرتِ جبریلؑ کی تھی دربانی

جہاں یہ کون و مکاں یوں جھکے کہ پھر نہ اُٹھے
جہاں کی خاک میں ہے جنّتوں کی سُلطانی

بے مثل دساتیر ہیں قرآن کے اوراق
کرتے ہیں یہ انسان سے انسان کا الحاق

سو رنگ میں بہتا ہوا رحمت کا سمندر
قہّاری میں اشفاق یہ غفّاری میں اشفاق

اَلحَمد سے وَالنّاس تلک ہے یہی کہتا
انسان کا خُسران گزرتا ہے اسے شاق

ہم وقت کے ہاتھوں میں کھلونوں کی طرح ہیں
قرآن کا مالک ہے شب و روز کا خلّاق

ہم کافر و مومن کی خصومت میں پڑے ہیں
قرآن کا مُرسِل ہے ہر اک جان کا رزّاق

ہم مشرق و مغرب کے کناروں پہ کھڑے ہیں
قرآن کے آفاق ہیں تخلیق کے آفاق

اُس قوم کے ہاتھوں میں ہے تسخیرِ زمانہ
جس پر بھی ہو قرآن کے مفہوم کا اِطلاق

یہ بات میں کس طور ترے دل میں اتاروں
آرائشِ دارین ہیں قرآن کے عُشاق

ہدہد کو جو قرآن تھا آئینے کی صُورت
وہ آج کی تفسیر کے باعث ہوا اِغلاق

دُنیا ہے کسی ظلمتِ اغراض کا میدان
قرآن کی دنیا ہے کوئی عرصۂ اِشراق

یہ شوقِ ابوبکرؓ ہو یا شوقِ ابوذرؓ
قرآن بناتا ہے سدا مردِم اَشواق

داراؔ کو کوئی اور مفسّر نہیں درکار
کردارِ محمدؐ میں ہے قرآن کا اَخلاق

۱۴ - ۶ - ۱۹۸۰

دیکھا ہے جب سے آپؐ کو چشمِ قریب سے
آنے لگی ہے بوئے محبت رقیب سے

سوچوں میں باتیں سیرتِ اطہر کی بس گئیں
ہر لحظہ گفتگو ہے خدا کے حبیبؐ سے

خیر البشرؐ کی ذات بنی محورِ کلام
جب بات چھڑ گئی کسی مردِ ادیب[۱] سے

عشقِ رسولِؐ پاک میں از خود ہی کھل گیا
جو راز میں سمجھ نہ سکا تھا خطیب سے

---

[۱] عقل مند

وہ اہلِ دل ہی ارض و سما میں ہیں باخبر
جو دیکھنے میں لگتے ہیں ہر دم مُغیبؔ[۱] سے

آپؐ آئے اور دہر نے پائی حیاتِ نَو
لٹکا ہوا تھا ورنہ زمانہ صلیب سے

بے مثل ہے یہ شانِ مساوات، دیکھئے
یکساں مِلے ہیں آپؐ امیر و غریب سے

کہتا ہوں جب کہ آپؐ کے اعمال پر چلیں
کہتے ہیں آج لگتے ہیں وہ کچھ عجیب سے

ہر مسئلے میں کیوں نہ کروں اُنؐ سے مشورت
کرتے ہیں لوگ بات ہمیشہ مُجیب سے

روح و بدن کے جنؐ پہ عوارض ہیں مُنکشِف
داراؔ! دوا نصیب ہو ایسے طبیب سے

۱۶-۶-۱۹۸۰

---

[۱] غائب ہونے والا

اللہ پہلا نام، محمدؐ ہے دُوسرا
اک رحمتِ خدا ہے تو اک رحیم بَرملا

بے امتیاز کی ہے محبت حضورؐ نے
پایا ہے فیض آپؐ سے نزدیک و دُور نے

شاہوں کے تاج اور غریبوں کے آسرا
بیواؤں کے کفیل، یتیموں کے حوصلہ

وہ لوگ جن کے پاس قطاروں غلام تھے
وہ آپؐ کی نگاہ کے سب زیرِ دام تھے

وہؐ راز داں تھے آدمی کے احترام کے
وہؐ محسنِ عظیم تھے ہر خاص و عام کے

سب آسروں کو اُنؐ کے سہارے کی تھی طلب
لرزاں تھا اُنؐ کے خُلق سے ہر صاحبِ غضب

بے خانماں کے واسطے عیشِ قصور تھے
ٹوٹے دلوں کے شہر میں دار السرور تھے

انؐ کے یہاں شفا تھی ہر اک دردمند کی
اک ہی دوا تھی خوار کی اور ارجمند کی

سب بوریا نشیں تھے حضورِ جنابؐ میں
پست و بلند کب ہے یہاں روئے آب میں

دنیا کا جو بھی روگ تھا وقفِ حجاز تھا
چارہ گروں کو آپؐ کی حکمت پہ ناز تھا

سب کے لئے تھی شیر و شکر بات آپؐ کی
پائی کہیں نہ اور مساوات آپؐ کی

کہتے ہیں جس کو لوگ نبوت کی چاندنی
اعمال میں تھی مہرِ اخوت کی چاندنی

صابر، حلیم، منصف و ابرِ کرم نظر
میرے جنابؐ بحرِ محبت تھے سر بسر

صدق و صفا کے باغ میں چیدہ گلاب تھے
دنیا کے لاجوابوں میں بھی لاجواب تھے

ظلم و جفا کی فوج میں صبرِ عظیم تھے
وہؐ اپنے دشمنوں کو بھی بزمِ نعیم تھے

دینِ خدا کی لاج پہ ہر دم نثار تھے
وقتِ وغا وہؐ سینہ سپر کوہسار تھے

بنجر زمیں کو آپؐ سے ذوقِ نمو ملا
دامن دریدہ دہر کو دستِ رفو ملا

اللہ کی زمیں ہے، محمدؐ نے ہے کہا
فیضِ زمیں ہے کاوشِ انسان کا صلہ

مانا کہ مسجدوں کو وہؐ روح و رواں رہے
پر معبدوں کے حال پہ بھی مہرباں رہے

پتھر کی شکل بے کس و بے لب تھے طفلِ وزن
بخشا اُنھیں بھی آپؐ نے جینے کا بانکپن

ہر حال میں وہ اپنے حلیفوں کے سنگ تھے
پُرامن تذکرے تھے کہ میدانِ جنگ تھے

اک پل کو بھی وہؐ عدل کا دامن نہ چھوڑتے
حکمِ خدا کسی کے لئے بھی نہ توڑتے

کارِ جہاں میں آپؐ سراپا زُجاج تھے
میرے حضورؐ وعدہ وفائی کے تاج تھے

دارا اُسنا ہے آپؐ کے لیل و نہار سے
عظمت ہے آدمی کی فقط دستِ کار سے

۲۰-۶-۱۹۸۰

آؤ، قرآنی نمو پیدا کریں
آپؐ جیسی گفتگو پیدا کریں

بلبلیں خود ہی فدا ہو جائیں گی
باغ میں کچھ رنگ و بو پیدا کریں

زندگی ہے بے سکونی کا قیام
عظمتِ پروازِ خو پیدا کریں

دہر مجبورِ طلب ہے ہر طرف
ہم مزاجِ جستجو پیدا کریں

قادرِ کُل ہے محمدؐ کا خدا
ہم بھی کوئی آرزو پیدا کریں

لے کے ہم ماضی کی گلیوں کا غبار
کیوں نہ اپنے کاخ و کو پیدا کریں!

آدمی کے درد کا درماں بنیں
آدمی کی آبرو پیدا کریں

یوسفی تھا آپؐ کی محفل کا رنگ
ہم بھی کوئی خوبرو پیدا کریں

عشق احمدؐ، رمزِ اسماعیلؑ ہے
حکمِ عاشق پر گلو پیدا کریں

باغِ سیرت میں ہے، دارا جو نہاں
وہ نگاہِ مشکبو پیدا کریں

۲۷-۶-۱۹۸۰

بحالِ سجدہ جبیں سے زباں کا کام لیا
ہزار صلِّ علیٰ کہہ کے اُنؐ کا نام لیا

ہماری فکر! اتنا تو سہی شبِ معراج
وہ کیا تھا جس نے زمامِ زماں کو تھام لیا؟

لطافتوں نے اُڑایا کثافتوں کا قیام
اور آپؐ نور کی رفتار بن گئے یکسر

وہ میرے کتنے برس تھے؟ مرا خدا جانے!
زبانِ نُور میں وہ تھے جہاں رکے دم بھر!

نظر کو چشمِ تجلّی سے تیز تر کر کے
جہانِ فردا و امروز سب دکھا ڈالے

اسی نظر نے تھا دیکھا وہ نورِ ارض و سما
جو ہر جگہ ہے، کہیں بھی نہیں، سمجھ والے!

نظامِ شمس ہے محدود، بے کراں ہیں آپؐ
وہاں زمان و مکاں رہ گئے عدم ہو کر

سکوتِ زندگی ہے منتظر آوازِ یزداں کا
کوئی نغمہ بلب آئے یہاں احمدؐ کے قرآں کا

گُلِ انسانیت خوشبو سے خالی ہو گیا پھر سے
محافظ کیا ہوا، یا رب! محمدؐ کے گلستاں کا!

نگہبان بن گئے خود آپ اپنے آج زندانی
گلبدِ مصطفیٰؐ کھولے گی در اب ایسے زنداں کا

حلاوت خیز لبوں سے تذکرے ہیں تلخیٔ جاں کے
لبوں پر کیوں نہیں ہے ذائقہ اُس تلخیٔ جاں کا!

بتوں کا عشق ہم کعبہ نشانوں کو نہ راس آیا
کریں کیا، یا محمدؐ! اس کے اب زخمِ پشیماں کا!

اگر یہ تین سو تیرہ ہی میداں میں نکل آئیں
خدا ابھی حافظ و ناصر بنے گا پھر مسلماں کا

کریں قربان ہم گھر بار، یارِ غارؓ کی صورت
ہمیں دنیا میں پھر سے سامنا ہے کافرستاں کا

محمدؐ کے پرستاروں سے کٹ کر زندگی کیسی!
کرے گا کون نظارہ مری بزمِ بیاباں کا!

مفکر! آ، درِ احمدؐ سے رازِ زندگی پا لے
نتیجہ کچھ نہیں نکلے گا تیری فکرِ پیچاں کا

محمدؐ کی طرح دردِ بشر کو بے نشاں کر دیں
تقاضا ہے یہی، دارا! مسلمانوں سے ایماں کا

۲۸-۶-۱۹۸۰

نہ آیا ہے، نہ آئے گا جہاں میں آپؐ سا کوئی
نہیں ہے دوسرا جیسے زمانے کا خدا کوئی

عقیدت کی نہیں، قرآن کی مَیں بات کرتا ہوں
مسلماں رہ نہیں سکتا محمدؐ سے جُدا کوئی

ابھی تو اُنؐ کی چشمِ لطف کا ہوں منتظر بیٹھا
اجازت مِل گئی تو مَیں بھی مانگوں گا دُعا کوئی

ابھی قرآن و سیرت کی نِعَم باقی ہیں جھولی میں
سمجھ کر بھیجیو اُس بارگہہ میں التجا کوئی

زمانے میں مسلماں ناشرانِ فرضِ احمدؐ ہیں
پیمبر اب نہ آئے گا یہاں پر دوسرا کوئی

محمدؐ کی طرح جینے سے اللہ ساتھ رہتا ہے
یہ دولت راہِ دیگر سے نہ ہرگز پا سکا کوئی

یہ ناممکن ہے میں بھی پا سکوں حسّانؓ کی صورت
زمانے میں نہیں ہے دوسری ویسی ردا کوئی

مساواتِ محمدؐ کم نہیں عدلِ الٰہی سے
مساواتی زمانے میں نہیں ہوتی بلا کوئی

وہاں پر لونڈیوں نے شان پائی آپؐ کے صدقے
جہاں سنتا نہیں تھا بیٹیوں کی بھی نوا کوئی

یہ اعجازِ محمدؐ ہے کہ دارا یوں ہوا ورنہ
کہیں ابنِ علیؓ ہوتے نہ ہوتی کربلا کوئی

١-٦-١٩٨٠

وارثِ قرآن بھی دُنیا میں گر محکوم ہیں
سوچتا ہوں میں کہ یہ ظالم ہیں یا مظلوم ہیں

گھر سے باہر ڈھونڈتے پھرتے ہیں اپنے آپ کو
اور کہتے ہیں کہ اپنی ذات سے محروم ہیں!

آپؐ کی بخشی ہوئی خوشیوں سے خود منہ موڑ کر
رات دن کہتے ہیں ہم مغموم ہیں، مہموم[1] ہیں

کشمکش لیتے نہیں ہم سیرت و قرآن سے
بلبلاتے ہیں کہ ہم مغلوب ہیں مہزوم[2] ہیں

ص[1] غمگین ص[2] شکست کھایا ہوا۔

آپؐ کی برکت کہاں آئے مرے اعمال میں
میری سوچیں رشتۂ کفّار میں منظوم ہیں

آبروئے تخت کب دے گی دُعائے بے عمل
سرفروشی سرفرازی لازم و ملزوم ہیں

آپؐ کے عشاق میں سے چند ناموں کے سوا
اور جتنے بھی ہوئے ہیں وہ کسے معلوم ہیں!

آپؐ کے خادم لئے پھرتے ہیں سینوں میں جنھیں
قدسیوں کے واسطے وہ عرش پر مرقوم ہیں

آپؐ کے منکر سمجھتے ہیں کہ وہ ہیں کوہسار
میری نظروں میں یہ بندے صورتِ جرثوم ہیں

امتحاں ہوتے رہیں گے جذبۂ اسلام کے
جب تلک دنیا میں دارا تیرہیں، حلقوم ہیں

۲-۷-۱۹۸۰

آپؐ سے پہلے

ہر طرف تھے بارورِ بے کبریائی کے تُخُوم
سرنگوں تھے، بے یقیں تھے آسمانوں کے عُلُوم

قہر و غیظ و ظلم و جبر و خوف کے ایّام تھے
آدمی تھے آدمی کے مار و کژدُم سے خُصُوم

خوئے رفتہ بن گئے تھے زندگانی کے اصول
ہر رگ و پے میں تموج در تموج تھیں رسوم

یاد آتا تھا خدا اگر ابنِ مریمؑ کے سبب
راہبی کے سینکڑوں انداز تھے زیرِ وُہُوم[1]

---

[1] بہت زیادہ وہم کرنے والا

طُور کی آواز والوں کے تھا ہر دم سامنے
کاروبارِ زندگی، داد و ستد، ذوقِ رُقوم

حرمتِ روح حدودِ مرد و زن کا کیا کہوں
گرم تھے عہدِ شباب محفلِ روم و سدُومؔ

مُشتعل تھا دو فسانوں پر نظامِ زندگی
ساز تھا جزوِ خواص و سوز تھا وقفِ عمُوم

ظلمتِ شب خندہ زن تھی نورِ مہ افروز پر
بُلبلیں بے خانماں تھیں، آشیانوں میں تھے بوم

دادرس کوئی نہ تھا اُس عہدِ ظلم و جور میں
بے زر و بے یار و بے کس تھے سبھی رہنِ ظُلوم

ایسے عالم میں کھِلا، دارا، گلابِ ہاشمیؐ
جب چمن میں بس رہی تھی چار سُو بوئے سمُوم

۳-۷-۱۹۸۰

ص۔ نام شہر حضرت لوطؑ

آپؐ کا دعویٰ نہیں تھا کوئی محتاجِ وکیل
آپؐ کے قول و عمل تھے آپؐ کی محکم دلیل

آپؐ کی ہجرت نوازی کا کرشمہ دیکھ کر
آپؐ کے دشمن ہوئے جیسے کوئی مردِ خصیل[1]

زندگی ہے ان گنت اور نو بنو موڑوں کا نام
کہہ رہا ہے آدمی سے آپؐ کا نقشِ سبیل[2]

راستہ ایمان کا ہے کٹھنی کا راستہ
ہم ہیں احمدؐ کے پیامی، ہم ہیں دنیا کے خلیل

کس طرح دنیا کے ہوں ہم آپؐ جیسے دستگیر
مجھ کو غیروں کا بھروسا، تو نہیں اپنا کفیل

ص[1] جوتے کی بازی ہارا ہوا ۔ ص[2] طریق، راستہ ۔

آپؐ کا گھر ڈھونڈنے مجھ کو زمانہ ہو گیا
شہر میں میرے ہے استادہ فصیل اندر فصیل

ہر مسلماں دہر پہ ہو ابرِ رحمت کی طرح
یہ نہیں تو امتِ احمدؐ ہے اک باغِ مغیل

کیوں نہ ہو ایمان کی دنیا میں کیف و کم حرام
آپؐ کو جب عمر بھر یکساں رہا فرط و قلیل

مجھ کو ہی گھیرے نہیں ہے حلقۂ دامِ عدو
آپؐ کے بھی چار سُو تھا خونفشاں حزبِ مُحیل[۱]

آپؐ کی دنیا سراپا بزم تھی، مقتل نہ تھا
پھر بھی اُس کے مرد و زن تھے واقفِ فوقِ قتیل

بن گیا جو آپؐ کے رستے میں غمخوارِ جہاں
اُس کا جینا بھی جلالت، اُس کا مرنا بھی جلیل

۱۔ حیلہ گر، مکار

وہ دید کیسی تھی! کیسی تھی آپؐ کی رفتار!
کہ جن سے رہ گئے جبریلؑ بھی بدم ہو کر!

وہاں پہ جنت و دوزخ بھی سامنے آئے
کہ ایسی رحمتیں اور ایسی کلفتیں ہوں گی
گزر چکی ہے قیامت کئی جہانوں پر
وہ کیسی کیسی زمینوں کی اُمتیں ہوں گی!

فضا میں ٹوٹتا تارا بھی اک زمیں ہو گی
کہ جس کی راکھ زمیں پر بکھرتی رہتی ہے
مری نگاہ سے پوشیدہ ان زمینوں پر
اسی طرح سے قیامت گزرتی رہتی ہے!

بحفظِ قادرِ مطلق زمیں سے تا بہ فلک
بجسم و روح گئے آپ، کچھ عجیب نہیں
بشر ہے نورِ خدا کی شعاعِ بے پایاں
یہ اور بات کہ ہر اک کو یہ نصیب نہیں

۲۶-۸-۱۹۷۳

آپؐ کے رستے پہ چلنے کا مجھے بھی ذوق ہے
اجنبی لگتا ہے دنیا کو مرا پائے رحیل

یا محمدؐ! ہر طرف فتنوں کا کاروبار ہے
مُفسدینِ قوم کہلاتے ہیں مردانِ عقیل

کیسے کیسے خوب صورت لوگ مِلتے ہیں مجھے
پر نہیں مِلتا کوئی اسلام سا قلبِ جمیل!

آپؐ کی مِدحت تو ہے میری محبت کا بیاں
کس بِنا پر آپؐ سے مانگوں کوئی اس کا بدیل[1]

آپؐ کے صدقے میں اللہ سے سدا مانگا کریں
عقلِ خیر و نُطقِ ایماں، ذہنِ حق، قلبِ غَسیل[2]

آپؐ کی امت کے انساں کیوں نہ کر پائیں وہ کام
کر گئی جو حکمِ اللہ سے کبھی فوجِ اَبیل[3]

---

[1] چیز کا بدلہ [2] دھوئی ہوئی چیز [3] ابابیل کی واحد۔

اپنی اصلیت میں ہیں سارے مسلمان ہم عیار[۱]
میرے مولاؐ! کیوں نہیں سب کے مگر کارِ شکیل

لذتِ اثمار میں میری تفاوت ہو تو کیوں
آپؐ ہیں میری زمیں اور آپؐ ہیں میرے نخیل

میرا دستورِ حیات و میرا سالارِ معاد
آپؐ کے صدقے ہے میرے پاس پیغامِ نزیل[۲]

آپؐ سے سیکھا ہو جس نے زندگی کرنے کا ڈھنگ
اُس کی فطرت ہو نہیں سکتی کبھی غیر از اصیل

میرے لوگو! تم بھی کیوں کرتے نہیں ہو در گذر
آپؐ بھی تو مجھ سے نادانوں کو دیتے تھے ڈھیل

آپؐ ہی بس آشنا تھے اس کے گہرے آب سے
آدمی کے دل کی دُنیا ہے کوئی قدرت کی جھیل

ص۱ ہم وزن، ہم مرتبہ ص۲ نازل ہونے والا (مراد ہے قرآن)۔

آپؐ کے ماحول میں تھا ریت کے ٹیلوں کا جال
دہر کو بخشا ہے صحرائی نے ذوقِ سلسبیل

آپؐ کا درویش ہو زر کیش، یہ ممکن نہیں
اک مسلماں ہو نہیں سکتا کسی صورت بخیل

مردِ پُر دم آپؐ کے در سے کہیں جاتا نہیں
دے گا دستک غیر کے در پر فقط دستِ علیل

آپؐ کی محفل میں انساں قدسیوں سے بڑھ گیا
رونقِ کفار تھی انسان کو جشنِ ذلیل

بے قراری حد سے گزری جا رہی ہے چار سُو
تشنگانِ دہر کو ہے آپؐ کی سیرت سبیل[۱]

آپؐ کی شفقت ملے، اللہ کی چشمِ کرم
جنت و دوزخ سے کوسوں دُور ہے میرا قبیل[۲]

---

[۱] پانی جاری ہونے کی جگہ [۲] گروہ، جماعت۔

آپؐ کا بخشا ہوا اسلام اُس کے پاس ہے
جس کے ذکر و کار میں ہے سیرت و قرآں دخیل[1]

چل رہا ہے آج بھی فتویٰ فروشی کا نظام
جا بجا ہیں آپؐ کے بہروپ میں اس کے عمیل[2]

آپؐ کے احکام میں ترمیم کیسے مان لوں!
چشمِ انساں میں سما سکتا نہیں اک جسمِ فیل

کیوں نہ ہم بھی ایک ہی مسجد میں سجدہ ریز ہوں
منتشر ہو کر نہیں چلتے زمانے میں حلیل[3]

مَیں نے دیکھا آپؐ کی امت کا اندازِ سفر
کل تلک تلوار کی تھی آج ہے زر کی صلیل[4]

ڈھونڈتے ہو مشرق و مغرب کی تحریروں میں کیا
تم نہ پاؤ گے کہیں قرآن کا کوئی مثیل[5]

---

[1] دخل دینے والا [2] آڑھتی [3] ہم سفر [4] جھنکار۔ [5] مانند

آپؐ کی منزل سے پہلے کیوں کروں ترکِ سفر!
مر گئے میرے قدم یا مٹ گئی راہِ جَبزیل[1]

آپؐ نے دُنیا کو بخشا پھر سے انسانی وقار
آپؐ کی بِعثت سے پہلے تھی یہ اِک بیت الرذیل

کیوں نہیں ہیں راہِ طیبہ کے مسافر یک قدم
کوئی فردِ کَسَل ہے اور کوئی ہے مردِ عجیل[2]

یاد ہے تاریخ کو مہماں نوازی آپؐ کی
تُو بھی مہمانوں کے دسترخوان کو دیدے اَفیل[3]

جائے حسرت ہے محمدؐ کے غلاموں کے لئے
سیرت و قرآں کی موجودگی میں ہوں ضَبیل[4]

کہہ رہی ہیں اِس کی بے تدبیر نعرہ بازیاں
امتِ احمدؐ نہیں، یہ ہے کوئی پُرشور رعیل[5]

ص۱ مضبوط - ص۲ جلد باز - ص۳ جواں اونٹ - ص۴ گمراہ ص۵ ہجوم -

آج کس منہ سے کہیں ہم آپؐ کے دربار میں
ساری دنیا میں نہیں تھا ایک دن اپنا عدیل[1]

سوچتا ہوں فکر اپنی گر یونہی سوتی رہی
کون سمجھائے گا ہم کو آج پھر رازِ رَسیل[2]

غیر پر تنقید کے تیروں کی بارش کس لئے
چھوڑ بیٹھے ہیں ہمیں اپنے محمدؐ کا سَحِیل[3]

گر یہی حالت رہی اپنے دِل کم کوش کی
تیرِ دوراں ختم کر دے گا ہمیں بھی مثلِ سیل[4]

آپؐ کی آواز پر بھی جو بشر جاگے نہیں
بے اثر اُن کے لئے ہے جذبِ صُورِ اسرافیل

کھا رہی ہے آپؐ کی امت فریبِ کفر و شرک
روس و امریکہ حقیقت میں ہیں دستِ اسرائیل

- ہم مرتبہ صہ[2] پیغمبر صہ[3] بناہوا ڈھانچا صہ[4] ایک گوشت خور بحری چارپایہ جس کی متعدد اقسام سے چند صدی پہلے تک سمندر بھرے پڑے تھے، مگر پیشہ ور فرنگی شکاریوں نے تمام غارت کر ڈالیں۔ اب صرف تھوڑی سی تعداد شمالی بحر الکاہل میں موجود ہے۔

بوئے گلشن سے سُبک تر آپؐ کے پیغام کو
کر دیا اپنوں نے، غیروں نے بھی، کہساری ثقیل[۱]

شوکتِ اسلام ہی میں شوکتِ انسان ہے
ابرِ رحمت کو ہے یکساں سب زمینوں کی غلیل[۲]

رزمِ ہستی کو ملے ہیں آپؐ کے کردار سے
حوصلہ مندی کے پیکر، شہسوارانِ نبیل[۳]

مسئلہ مشکل تو ہو سکتا ہے پر لاحل نہیں
آپؐ کی رہ میں نہیں ہے کوئی حاصل مُستحیل[۴]

مَیں ہوں کج مج، مجھ پہ بھی اقرا کی بارش ہو کبھی
آپؐ کے دربارِ عالی میں ہوں مَیں ادنیٰ کلیل[۵]

مصر سے 'دارا' وہ لیتا تھا خدائی کا خراج
آپؐ کے بندوں کے آگے جھک گیا دریائے نیل

۱۰-۷-۱۹۸۰

---

[۱] بوجھل [۲] پیاس [۳] خوبصورت، بزرگ، عقلمند۔ [۴] محال، ناممکن۔ [۵] گونگا۔ توتلا۔

حزبِ رُسل میں آپؐ کا رنگِ طریق دیکھ
کرنوں میں آفتاب کی موجِ عقیق دیکھ

از مہد تا بہ حشر ہر اک حال و قال میں
انسان کا ہے آپؐ سا کوئی رفیق ؟ دیکھ

وہؐ دشمنوں کے کھیت کو بھی جو ئے خیر تھے
اِس بحر میں ہے تیرا چلن بھی غریق ؟ دیکھ

شاہ و گدا کے درد تھے یکساں حضورؐ کو
سب کے لئے تھے آپؐ مسلسل شفیق دیکھ

غم کھا گئے تھے بندِ اسیرانِ بدر کا
تھا بے مثال آپؐ کا قلبِ رقیق دیکھ

آدابِ گفتگو کا سبق تھی ہر ایک بات
غیب و حضور سب کو تھے مولاؐ خلیق دیکھ

فکرِ رسا بھی سر بگراں ہے کیا کہے
کرتے تھے وا حضورؐ یوں عقدے دقیق دیکھ

اپنا تھا یا کہ دشمنِ جاں، رزم و بزم میں
میرے رسولؐ ہوتے تھے حق کے رفیق دیکھ

فرصت ملے تو مانگ خدا سے نگاہِ قلب
ذاتِ حضورؐ کتنی ہے فوق و عمیق دیکھ

داراؔ وہ فتحِ بدر خدا پر یقین تھا
ہر چند مختصر تھا نبیؐ کا فریق دیکھ

۱-۸-۱۹۸۰

قصّہ مختصر

طفیل دارا اُردو ادبیات کے بزرگ اُستاد ہیں اور اُن کا شاعرانہ تشخص "تیشۂ فرہاد" اور "جشنِ ظُلمات" کی اشاعت سے قائم ہو چکا ہے۔ وہ اب "بعد از خُدا" کے وسیلے سے سلسلۂ حضرتِ حسّان ابنِ ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے وابستہ ہونے کا شرف حاصل کر رہے ہیں اور غالباً اسی بنا پر اپنے آپ کو دربارِ مُصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میں نئی آواز قرار دیتے ہیں، یہ الگ بات کہ نعتیہ شاعری میں اُن کا لہجہ بھی نیا، اچھوتا اور مُنفرد ہے ؎

کب ملے گوشِ سماعت دیکھئے دارا مجھے
اِک نئی آواز ہُوں مَیں آپؐ کے دربار میں

حضرت حسّان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اپنی شاعری کو ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ذاتی محامد تک ہی محدود نہ رکھا، بلکہ اس سے رسالت کی بھرپور تائید کی اور اسلام کی تحریکی جدّوجُہد میں مُستقل اور مُسلسل حصّہ لیا اور یقیناً اسی کارِ عظیم کی بدولت اُنہیں منبرِ رسولؐ پر بیٹھ کر شعر خوانی کی سعادت اُس وقت نصیب ہوئی، جب کہ رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم خود فرشِ زمیں پر رَونق افروز ہوئے تھے۔ مدحت نگاروں کو اپنے اِس عظیم منصب کا ہر دَور میں احساس رہا ہے اور طفیل دارا بھی اس سے بخُوبی آگاہ ہیں ؎

مدحِ محبُوبِ خُدا، اہلِ صفا کا کام ہے
یہ اُترنا ہے نظر کا وادیٔ انوار میں

طفیل دارا، ذاتِ رسالتؐ اور قُرآن وسُنّت سے گہری وابستگی کا اعلان جس پُر اعتماد آواز میں کرتے ہیں، اُس میں تازگی بھی ہے اور توانائی بھی اور یہ فکرا بال سے دلی رغبت کا نتیجہ ہے۔ وہ اپنے آپ کو برملا تلمیذِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور دیوانِ محمدؐ کہتے ہیں اور اپنے مرکز کی طرف سرگرمِ سفر نظر آتے ہیں ؎

دیارِ غیر میں رہ کر ہمیں جینا نہیں آتا
ہماری سرزمیں تُمؐ ہو، ہمارا آسماں تُم ہو

لفظِ اللہ کی ندا ہیں آپؐ
مظہرِ شانِ کبریا ہیں آپؐ

ہم ہی تاریکیوں میں ڈوب گئے
حق تو یہ ہے کہ حق نما ہیں آپؐ

اس بھرے دہر میں قیامت تک
کفر کے درد کی دوا ہیں آپؐ

بے جنبشِ پا تیری طرف محوِ سفر ہوں
چلنے کا اگرچہ کوئی سامان نہیں ہے
جو رازِ محمدؐ سے تہی دست ہے دارا
وہ جان کسی طور مری جان نہیں ہے
ہیں تلمیذ محمدؐ غرق ہوں قرآن و سنّت میں
مرے دم سے سلیقہ مندیاں ہیں بزمِ امکاں کی
درویشِ دارا کا تجھے راز بتا دوں
یہ شخص اُٹھاتا ہے فقط نازِ محمدؐ

اُنہیں تمنّا ہے تو اتنی کہ قرآن و سیرت فکر و نظر کے محور بن جائیں اور اُن کی محفل (وطن) میں دینِ محمدیؐ (جسے وہ نظام ہُو بھی کہتے ہیں) جاری و ساری ہو۔ وہ قرآن کی تفہیم کے لیے سیرتِ مصطفٰے علیہ السّلام کو کافی سمجھتے ہیں۔

ہ درویشِ محمدؐ کی فقط ایک دُعا ہے!
دل حاملِ قرآں ہو، عمل حاصلِ قرآں

مرے دل کا اسے محور بنا دے ___ ترا قرآن میرا رہنما ہے
دارا کو کوئی اور مفسّر نہیں درکار ___ کردارِ محمدؐ میں ہے قرآن کا اخلاق
دارا اسیرِ عشقِ محمدؐ ہے دوستو ___ محفل میں اس کی لاؤ کہیں سے نظامِ ہُو

مُفکّر آ درِ احمدؐ سے رازِ زندگی پالے
نتیجہ کچھ نہیں نکلے گا تیری فکرِ پیچاں کا

اُن کی مومنانہ بصیرت اسلام اور اہلِ اسلام کے خلاف ہونے والی ہر سازش کو بھانپ لیتی ہے اور وہ اپنی نعت میں اُمّتِ مسلمہ کے مفادات کے خلاف کام کرنے والے ہر ہاتھ کی نشان دہی کرتے ہیں، خواہ کسی اپنے کا ہاتھ ہو یا بیگانے کا۔

ہ اک دستِ نہاں چاروں طرف پھیل رہا ہے
اے حافظِ ایماں یہ عجب وقت پڑا ہے
لُوٹ کا مال سمجھتے ہیں زمانے والے
میرے اقبالؒ کی، قائدؒ کی کمائی مولاؐ

مجھے درپیش ہے پھر کارزارِ خندق و خیبر ___ مرے کردار کو دے دو سلیقہ مردِ غازی کا

بچّوں کو بس کتاب سے درسِ رسُولؐ دُوں
قصّے میں رل گیا مرے افسانۂ یہود!
آپ کی تہذیب کا ہے مُدعی دارا تو کیا
اس نے مسجد میں چھپا رکھے ہیں سولات و منات
داش گوں کشکول میں اور دربدر کی ٹھوکریں
کیا یہی وہ قوم ہے جو دست گوہر بار تھی
محمدؐ سے بھی تم کو عشق ہے دُنیا سے بھی دارا
بھرم کھُل جائے اک دن تمہاری پاک بازی کا
دارا کہاں ۔ کہاں وہ ابُو ذرؓ کے رُوز و شب
کہنے کو یہ بھی بے زر و بے خانماں جیا

آشوبِ ذات سے آشوبِ کائنات تک کا ادراک اور اُمّتِ مُسلمہ کی زبوں حالی کا شدید احساس ہونے کے باوجود طفیل دارا صُورتِ حال سے مایوس نہیں اور فرزندانِ کو اپنے خدوخال پہچاننے اور اصلاحِ احوال کی دعوت جابجا دیتے نظر آتے ہیں ۔

ے
مَیں گلشنِ اسلام سے مایوس نہیں ہُوں
ہر پھُول کے سینے میں ہیں اسرارِ گلستاں
آ دیکھ یہ اللہ ہے، یہ احمدؐ ہے ۔ یہ تُو ہے
اِن آئینوں میں اپنے خدوخال کو پہچان
یہ آپؐ کی تقلید کا چھوٹا سا صِلہ ہے
جینا بھی ہے پُرشان تو مرنا بھی ہے پُرشان

طفیل دارا کہ کفش بردارِ اقبالؒ ہیں ، عشقِ مُصطفٰےؐ کے راستے کی طوالت کی ہرگز پروا نہیں کرتے اور وہ اس عشق میں عدم تک کے سفر کے لئے تیار ہیں ۔

ے
مدینے میں چلو یا حشر میں تم عشق زادوں کو
گلہ کرتے نہیں یہ لوگ رستے کی درازی کا

وُہ تقدّمِ آخرالزّماں صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی بات کرتے ہیں تو اُن کا لہجہ غیر شعُوری طور پر پنجابی کے صُوفی شعُرا سے مل جاتا ہے ے

کِسے معلُوم ہے اُس کا تقدّم ظہُورِ کن فکاں تو کل ہُوا ہے

وُہ خود شناسی، کائنات شناسی اور خُدا شناسی کی جُملہ منازل میں آپؐ کی ذاتِ اقدس کو ایسا مینارِ نُور سمجھتے ہیں، جس سے انسان تا اَبد رَوشنی حاصل کرتے رہیں گے اور یہی نقطہ اُردو نعت کا نقطۂ عروج ہے ؎

خُود شناسی، خُدا شناسی ہے — خُود شناسی کی انتہا ہیں آپؐ
آپؐ کی اِک رات کا پچھلا پہر یہ کہہ گیا — بیکراں سے ہے ابنِ آدمؑ کا جہانِ مُمکنات

دہر سارا جسم ہے اِس جسم کا دِل آپؐ ہیں
میرے آقاؐ سارے انسانوں میں کامل آپؐ ہیں
آپؐ کے قول و عمل کو دیکھ کر کہنا پڑا
اپنے ماضی، حال، مُستقبل کا حاصل آپؐ ہیں
گھر، مسجد، بازار، مسافت، ظاہر، باطن، عدل، شجاعت
سب مِل کر ہیں ایک رسالت صلّی اللہ علیہ وسلّم
مکتبِ ہستی کے بے ہمتا مُعَلّم ہیں حضورؐ
آپؐ کی نظروں پہ رَوشن تھا ہر اِک نزدیک و دُور
جسے بھی آپؐ کے رُخسار سے سَند نہ ملی
وُہ حُسن، حُسن نہیں ہے، وُہ نُور، نُور نہیں!
کِسے خبر ہے کہ رُوحِ دارا پہ ہو چُکا ہے نیا سویرا
خُدا کو انسان میں بسا دے تری محبّت عجیب شے ہے

حفیظ تائب
یونیورسٹی اورنٹیئل کالج —— لاہور
(۲۳ اپریل ۱۹۸۲ء)

ہماری دیگر نعتیہ کتب

○ اردو کی نعتیہ شاعری	..	فرمان فتحپوری	-/۱۵
○ بابِ حرم	..	مظفر وارثی	-/۱۲
○ شاخِ سدرہ	..	عبدالکریم ثمر	-/۶
○ صلّو علیہ و آلہ	..	حفیظ تائب	-/۲۰
○ صلّی اللہ علیہ وسلّم	..	راز کاشمیری	-/۳۳
○ ہوائے طیبّہ	..	عبدالرحمان	-/۱۵
○ مظہرِ نور	..	گوہر ملسیانی	-/۱۶

حقوق ——————— بحق مصنف محفوظ

طبع ——————— اوّل

ناشر ——————— آئینہ ادب چوک انارکلی، لاہور

مطبع ——————— طفیل آرٹ پرنٹرز لاہور

خطاطی ——————— غرفتہ الکتابت لاہور

ماہ و سالِ اشاعت ——— جون ۱۹۸۲ء

قیمت ——————— ۳۰ روپے

تعداد ۵۰

خود پہ ہو ظلم تو ہیں لطف و کرم
غیر پر ظلم ہو، سزا ہیں آپؐ

آپؐ بے مثل ہیں مثال اپنی
خود ہی رُخ، خود ہی آئینہ ہیں آپؐ

ہر قدم سے عیاں جہانگیری
ہر نفس میں خُدا نُما ہیں آپؐ

رُوحِ قرآں ہے دِلِ ایماں
حُسنِ قرآں کی ادا ہیں آپؐ

ہر مسلماں کی ہیں رگِ جاں میں
دیکھنے میں مگر جُدا ہیں آپؐ

آپؐ انسانیت کے رہبر ہیں
اور انسان پر فدا ہیں آپؐ

جو برسنے سے کم نہیں ہوتی
ساری دُنیا پہ وہ گھٹا ہیں آپؐ

مَیں ہوں اور آپؐ کی محبّت ہے
میری حسرت ہیں، مدعا ہیں آپؐ

کاش! یہ دہر کہہ اُٹھے اک دن
میرے نغمات کی صدا ہیں آپؐ

جس میں سب ایک ہو گئے، دارا!
ایسے انصاف کی بِنا ہیں آپؐ

۲۳-۰۸-۱۹۷۳

زمانہ خود پہ ہی نامہرباں تھا آپؐ سے پہلے
نظامِ زندگی وقفِ خزاں تھا آپؐ سے پہلے

مقامِ اَحسَنِ تقوِیم تھا افلاکِ ذلّت پر
زمیں کو آدمی بارِ گراں تھا آپؐ سے پہلے

خدا تھا منقسم اپنی ہی مخلوقات کے اندر
یہ دَورِ شرک تھا، عہدِ بتاں تھا آپؐ سے پہلے

یہ گہوارہ نبوت کا، ولایت کی نمو داری
ذلالت، ننگ نامِ دختراں تھا آپؐ سے پہلے

گھروں میں سانپ بستے تھے، گلی میں زہر بہتا تھا
مقامِ عافیت کوئی کہاں تھا آپؐ سے پہلے!

اجازت ہو تو اتنی بات کہدوں اہلِ ایماں سے
سمندر کفر کا ہر سُو رواں تھا آپؐ سے پہلے

یہاں ہیروں کو پتھر بیچ دیتے تھے گھڑی بھر میں
سرِ مظلُوم ہی نوکِ سناں تھا آپؐ سے پہلے

کلامِ سنگ و حرفِ چوب تک جاری تھے دنیا میں
فقط نامِ خدا ہی بے زباں تھا آپؐ سے پہلے

زمانے پر حکومت تھی فریبِ ظلم و دولت کی
مزاجِ عدل دنیا سے نہاں تھا آپؐ سے پہلے

چمن کیسے بتاتا پھول کیا ہے، بوئے گُل کیا ہے
مسلسل ایک ہی رنگِ خزاں تھا آپؐ سے پہلے

بچاتا کون کس کو ڈوبنے سے بحرِ ہستی میں
یہاں ہر ناخدا سیلِ رواں تھا آپؐ سے پہلے

حقیقت، مصلحت کوشی نے افسانہ بنادی تھی
حقیقت کا کتابوں میں بیاں تھا آپؐ سے پہلے

بتانِ فتنۂ فی الارض سے تھی دوستی اس کی
بشر قالوُبلیٰ سے سرگراں تھا آپؐ سے پہلے

ملوکیت کا ہر جانب تعفُّن در تعفُّن تھا
نظامِ بُو چمن سے سرگراں تھا آپؐ سے پہلے

وہ ادراکِ خدا کو کس طرح تسلیم کر لیتا
جو اپنی ذات سے بھی بدگماں تھا آپؐ سے پہلے

یہاں پر طائرِ توحید کے پر کاٹ دیتے تھے
دلِ کعبہ بتوں کا آشیاں تھا آپؐ سے پہلے

طلب ہو جس کی آنکھوں میں کسی رہبر کی صدیوں سے
رہِ اخلاق ہی وہ کارواں تھا آپؐ سے پہلے

یہ انسانوں کی بستی تھی کہ حیوانوں کا جنگل تھا
روا ہر ظلم زیرِ آسماں تھا آپؐ سے پہلے

زمانہ نام تھا غارت گری کا، قتل و اِغوا کا
شہِ دوزخ زمیں پر حکمراں تھا آپؐ سے پہلے

نہ منزل کا پتا تھا اور نہ رستے کی خبر کوئی
بشر گو کارواں در کارواں تھا آپؐ سے پہلے

کسی صورت سے کیسے اُسکی سیرت کا پتہ چلتا
کہ ہر عنوان فریبِ داستاں تھا آپؐ سے پہلے

ابھی یوسفؑ تھا زنداں میں، ابھی دورِ زلیخا تھا
ستم گر ہی ابھی شاہِ شہاں تھا آپؐ سے پہلے

کئی قارون وش تھے، سینکڑوں فرعون تھے، دارا!
تکبّر کا فسانہ بیکراں تھا آپؐ سے پہلے

ہجومِ بُت پرستی میں بظاہر سب ہی شامل تھے
اَحَد کی جستجو کا بھی نشاں تھا آپؐ سے پہلے

۲۵-۸-۱۹۷۳ ———

دہر سارا جسم ہے اِس جسم کا دِل آپؐ ہیں
میرے آقاؐ! سارے انسانوں میں کامل آپؐ ہیں

آپؐ ہیں خاتم بشر کی رہنمائی کے یہاں
زندگی کی ہر نمائش گہہ میں شامِل آپؐ ہیں

کیسے سمجھاؤں جہاں میں ڈوبنے والوں کو مَیں
جو چلا آتا ہے طوفاں میں وہ ساحل آپؐ ہیں

آدمی سے عشق کی کیا اور ہو گی انتہا !
زخم دشمن بھی اگر کھائے تو گھائل آپؐ ہیں

آپؐ کے قول و عمل کو دیکھ کر کہنا پڑا
اپنے ماضی، حال، مستقبل کا حاصل آپؐ ہیں

کتنا اچھا ہے حصولِ رحمتِ حق کا نظام !
آپؐ پر مائل خدا ہے، ہم پہ مائل آپؐ ہیں

اپنے دامن کے تہی ہونے پہ کیوں حیرت نہ ہو
آپؐ کے سائل ہیں ہم، اللہ کے سائل آپؐ ہیں

آپؐ ہیں تہذیبِ انساں کا مقامِ آخری
آدمیت کے پرستاروں کی منزل آپؐ ہیں

امن کی محفل میں ہے بالانشینی آپؐ کی
دشمنِ انسانیت کے بھی مقابل آپؐ ہیں

ہر بشر کو درسِ آزادی ہے اُس کی زندگی
جس کی سوچوں کے لئے بندِ سلاسل آپؐ ہیں

جس جگہ خیر بشر کا ذکر ہوتا ہے، وہاں
کوئی مانے یا نہ مانے، روحِ محفل آپؐ ہیں

کچھ تفاوت ہو اگر، دارا! تو سمجھاؤں تجھے
آپؐ سے قرآن ہے، قرآں سے واصل آپؐ ہیں

——— ۲۶۔۰۸۔۱۹۷۳

انتساب

میری روحِ نعوت

اِک نعت ہے قرآن و محمدؐ کی نوا بار

نعتیں

اے رشکِ زمیں، رشکِ فلک، رشکِ بہاراں! ۱۲
آنکھ سے دیکھا تو رستے میں کھڑی دیوار تھی۔ ۱۵
تو نورِ طور سے سو بار باوضو ہو کر (معراجِ محمدؐ) ۱۸
لفظِ اللہ کی ندا ہیں آپؐ ۲۱
زمانہ خود یہ ہی نامہرباں تھا آپؐ سے پہلے ۲۴
دہر سارا جسم ہے، اس جسم کا دل آپؐ ہیں۔ ۲۹
گلشنِ دہر کے ہر ذرے میں لاکھوں غنچے ۳۲
میرے مولاؐ کا جو کارواں بن گئے۔ ۳۴
صورتِ فکر اپنی یہ کیا بن گئی ۳۷
ایک اللہ جانتا ہے آپؐ کی جملہ صفات ۴۰
مجھ گنہگار نے یہ کیسی جسارت کر لی! ۴۲
جو شخص تیری سوچ کا دربان نہیں ہے۔ ۴۴
بشر کی انتہا تم ہو، خدا کے رازداں تم ہو ۴۶
آپؐ کے نام کی دیتا ہوں دہائی، مولاؐ! ۴۸
نگاہِ دل میں ہو گر آپؐ کے جلووں کی مہمانی ۵۱
چھوٹی ہیں ہم نے جب سے مدینے کی یاریاں ۵۳
آپؐ کی اک اک بات ہے رحمت، صلی اللہ علیہ وسلم ۵۵
اگرچہ عشقِ محمدؐ سے میں بھی دُور نہیں ۵۷
اگرچہ آ گیا ہے دَور پھر سے شیشہ بازی کا ۵۹
اگر تیرا کرم کہنا پڑے مجھ کو اشارے سے میں ۶۰

گلشنِ دہر کے ہر ذرے میں لاکھوں غنچے ،
رنگ و بُو سب سے جُدا ہوتا ہے ہر غنچے کا ،
دِل میں انسان کے رکھدی ہے خدا نے خود ہی ،
گلشنِ دہر کے غنچوں کی طلب ،
میرے اجداد بھی مجبور تھے ، مجبور ہوں میں بھی ، بیٹا !
یہ طلب تجھ کو بھی لاچار کرے گی اک دن !

سرکشی اور خیانت بھی ہے انساں کا ضمیر ،
رسمِ دُزدی کا ہُوا صحنِ گلستاں میں رواج ،
دستِ گلچیں کی درازی کا مآل ،
گلشنِ دہر کی عصمت کا زوال ،
دِل میں پوشیدہ طلب توڑ گئی باغ کی اک اک حد و قدغن کا خیال ،
بن گئی اپنی طلب اپنے لئے ایک سیہ رنگ وبال ،
نقب زن اپنے ہی گھر میں رہا ابنِ آدم !

میرے آقاؐ، مِری سرکارؐ، مِرے مولاؐ نے،
ریت کے ٹیلوں سے گلشن کے مکینوں کو یہ پیغام دیا،
"رسمِ دُزدی کا گلستاں سے جنازہ اُٹھ جائے،
دستِ گلچیں کی درازی کو مقید کر دو،
وقتِ گلچینی مکدّر نہ کرو صحنِ گلستاں کا مزاج،
حُسنِ گلشن کے لئے موت ہے یہ گلچینی،
امنِ گلشن کو پریشاں نہ کرو،
ہیں گلستاں کے بھی کچھ اپنے حدود اور قیود،
جن کی پابندی میں پوشیدہ ہے گلشن کا وقار!

"تم سمجھ جاؤ جو اک بار یہ غنچوں کا چلن،
ایک دو غنچوں کی پھر بات ہے کیا،
اپنا دامن بھی گلوں سے بھر لو،
ان کے مرجھانے پہ یہ اور نکھر آئیں گے،
اک نئے صحنِ گلستاں کی یہ بنیاد بنیں گے اُس وقت!"

۶.۱.۱۹۷۴

میرے مولاؐ کا جو کارواں بن گئے
وہ ستاروں کے بھی رازداں بن گئے

جن کی حالت پہ کانٹے بھی روتے تھے، وہ
آپؐ کے سائے میں گلستاں بن گئے

جن کو رہتا تھا گلچیں کا ہر دم خطر
وہ گلابِ چمن، باغباں بن گئے

آپؐ نے ہم پہ کیں اس قدر رحمتیں
ہم نزولِ کرم کا نشاں بن گئے

جس پہ سچ کے سوا کچھ بھی آیا نہیں
نُطقِ احمدؐ سے ہم وہ زباں بن گئے

ہم ہی تھے جن کی کوئی کہانی نہ تھی
آپؐ سے جب مِلے، داستاں بن گئے

آپؐ کے راستے پہ مَیں جب بھی چلا
میرے تنکے بھی کوہِ گراں بن گئے

اُنؐ کے یاروں کی نغمہ سرائی بھی کیا !
جنؐ کے پتھر بھی اہلِ بیاں بن گئے

اُن کی باتیں کلامِ خدا بن گئیں
میرے مولاؐ کے جو ہم زباں بن گئے

آپؐ کی تربیت کا یہ اعجاز تھا
دستِ پُرخار بھی گل فشاں بن گئے

آپؐ کا نورِ تقدیس جن پر پڑا
وہ زمیں کے لئے کہکشاں بن گئے

آپؐ کے طرزِ ہستی کی خیرات سے
جسمِ ہستی کے روح و رواں بن گئے

میرے آقاؐ! مری غفلتوں کے سبب
صحنِ مسجد بھی کوئے بتاں بن گئے!

اپنی رسمیں برہمن کا اُپدیش ہیں
بت پرستی کے ہم پاسباں بن گئے!

ہر طرف زر پرستی کی یلغار ہے
ہم تجارت میں اہلِ زیاں بن گئے!

جن کے اجداد تھے زندگی کا ستوں
آج وہ دہر کے مرگ خواں بن گئے!

شورِ ناقوس جن کے رگ و پے میں ہے
اُن کے نغمے صدائے اذاں بن گئے

جب بھی اسلام پر کوئی اُنگلی اُٹھی
عاشقانِ نبیؐ جاں فشاں بن گئے

آپؐ لطفِ مجسم تھے، دارا! مگر
وقت پڑنے پہ تیر و سناں بن گئے

۲۸-۳-۱۹۷۶

صورتِ فکر اپنی یہ کیا بن گئی !
ابرِ رحمتؐ کی امت، جفا بن گئی

آپؐ کے نام لیووں کے باعث مری
زندگی درد کا آبلہ بن گئی

آپؐ نے جس کو دنیا کی دی سروری
وہ زباں اک گدا کی صدا بن گئی

اے اذاں! زندگی کی تڑپ کیا ہوئی!
آج مسجد ہے کوہِ ندا بن گئی!

آپؐ کا فقر جہد و عمل کا جہاں
اپنی شاہی، سکوتِ جلا بن گئی

راستی آج ملبوسِ عُریاں بدن
مصلحت ہے ردائے حیا بن گئی

آپؐ یوں زندگی میں رہے گامزن
زندگی آپؐ کا نقشِ پا بن گئی

جس پہ نامِ خُدا کے سوا کچھ نہ تھا
وہ زباں غیر کی ہمنوا بن گئی

میری بے قید، بے سمت فکرِ سخن
منصفی کے لئے اک سزا بن گئی

کل تلک تو خدا ہی خدا تھا، مگر
آج لوگوں کی مرضی خدا بن گئی

زندگی کے سبھی مسئلے طے کیے
آپؐ کی ذات عقدہ کشا بن گئی

آپؐ کی زندگی تا قیامت یہاں
گلستانِ بشر کی صبا بن گئی

جب سے دارا کو قرآن بخشا گیا
آپؐ کا عشق میری دُعا بن گئی

۶-۶-۱۹۸۶ ___________

ایک اللہ جانتا ہے آپؐ کی جملہ صفات
آپؐ تکمیلِ بشر ہیں، آپؐ تکمیلِ حیات

آخری پیغامبر ہیں، اولیں انسانؐ ہیں
آپؐ سا پھر دیکھ پائے گی نہ چشمِ کائنات

آپؐ کی اک رات کا پچھلا پہر یہ کہہ گیا
بیکراں ہے ابنِ آدمؑ کا جہانِ ممکنات

آپؐ سے ہر بے کس و مظلوم پر روشن ہوا
غیر کا بازو نہیں دیتا کبھی روزِ نجات

غیر بھی ہیں اک تسلسل سے ثنا خواں آپؐ کے
اک خلوصِ دلنوازی سے بلا نقشِ ثبات

آپؐ کے خادم نہیں کرتے جہاں کی پیروی
ہو نہیں سکتا کبھی سورج اسیرِ شش جہات

آپؐ کی تہذیب کا ہے مدعی دارا تو کیا
اس نے مسجد میں چھپا رکھے ہیں سو لات و منات!

۶-۶-۱۹۷۶ ———

جس نے نہ مجھ سے وعدۂ عشقِ نبیؐ کیا ۶۳
میرے رسولؐ صورتِ یزداں رحیم ہیں ۶۵
آپؐ نے تصویر کو بخشا مصوّر کا مزاج ۶۷
ہم پہ ہر حال میں عطا ہیں آپؐ ۷۰
پُوچھیں ہیں کس طرح مِرا مولاؐ مجھے ملا ۷۲
جن آنکھوں میں نَم نہیں رہتے، وہ آنکھیں بے نُور ۷۴
یہ شُترُ بانی کرے یا ہو جہازوں میں سوار ۷۶
آپؐ کی فطرت علمِ خدا ہے، صلی اللہ علیہ وسلّم ۷۸
زمین و آسماں کا ذکر کیا ہے ۸۰
اِس وادیٔ گناہ میں کس کا ہوا ورود ۸۴
دنیا ابھی سمجھی نہیں پروازِ محمدؐ ۸۹
مجھے مِری ذات سے مِلا دے، تِریؐ محبت عجیب شے ہے ۹۱
اللہ کا انعام ہے قرآن و محمدؐ ۹۳
از کجا تا بکجا ہے یہ فکر کا رستہ ۹۵
پروردۂ ظلمات تھے دنیا کے مشارب ۹۷
جس کے بھی رگ و پے میں اُتر جاتا ہے قرآن ۹۹
آیا ہے نہ آئے گا کوئی آپؐ سا طبیب ۱۰۳
اسلام خُدا ہے جو کسی سے نہیں مرعوب ۱۱۰
آپؐ ہی کا ذکر ہے گرچہ مِرے اشعار میں ۱۱۵
قرآن و محمدؐ کا ہے بس ایک ہی مطلب ۱۲۱
یہ نادانی ہے یا سادہ مزاجی اہلِ ایماں کی ۱۲۵
توفیقِ کبریا ہی سے ہوں گا مَیں سرخرو ۱۳۴
دہر زندانی بنا آزادیٔ شمشیر سے ۱۳۹
کٹتے ہیں شب و روز مجھے آپؐ کے اشغال ۱۴۷
احمدؐ والی وحدت اُس سے کیسے کروں وصول ۱۵۴

مجھ گنہگار نے یہ کیسے جسارت کر لی !
تیرا مجرم ہوں، تجھی سے ہے محبت کر لی

مَیں نے جس پھول میں دیکھی نہیں تیری خوشبو
مَیں نے اُس پھول کے گلشن سے بغاوت کر لی

اور کچھ ہو نہ سکا عشق میں تیرے مجھ سے
تجھ کو سوچوں میں بسا لینے کی عادت کر لی

آج ہر شہر سمجھتا ہے جسے بے قیمت
تیری ؐ تقلید میں پیدا ہے وہ دولت کر لی

ہے ابھی تک زرِ ہستی کا خزانہ باقی
مَیں تو سمجھا تھا کہ مَیں نے بھی سخاوت کر لی!

پیروی ہو گی میسّر کہ نہیں، کیا معلوم!
یوں تو میں نے بھی ہے دل سے تری ؐ چاہت کر لی

جانے کیوں آج چمکتے نہیں تیرے ؐ سورج!
بے خبر دہر نے ہے شامِ رسالت ؐ کر لی

جس کی ہر شام و سحر ہے مری قسمت ، دارا!
میں نے اس راہ پہ چلنے کی ہے نیّت کر لی

۲۰-۶-۱۹۷۶ ———

جو شخص تری سوچ کا دربان نہیں ہے
سقراط بھی ہو تو وہ مسلمان نہیں ہے

اے محسنِ انساں! یہ عرب کیا، یہ عجم کیا!
وہ کون ہے جس پر ترا احسان نہیں ہے

افکار ہیں، اعمال ہیں، ہر سمت ہمارے
قرآن تو ہے حاصلِ قرآن نہیں ہے!

آتا ہے ترے گھر میں جو چہرے کو چھپائے
وہ دزدِ نبوت ترا مہمان نہیں ہے

تُو نے ہی نوازا تھا مجھے دیدہ وری سے
اور آج تری ہی مجھے پہچان نہیں ہے

مَیں کیسے کروں عدل کے قاتل کی غلامی!
مجھ کو مرے مولا کا یہ فرمان نہیں ہے

بے جنبشِ پا تیری طرف محوِ سفر ہوں
چلنے کا تو کوئی مرے سامان نہیں ہے

جو رازِ محمدؐ سے تہی دست ہے دارا!
وہ جان کسی طور مری جان نہیں ہے

۲۰۔۱۱۔۱۹۷۶

96272

بشر کی انتہا تم ہو، خدا کے رازداں تم ہو
ظہورِ لامکاں تم ہو، متاعِ دو جہاں تم ہو

کلیم اللہ جس کی بات کی تقلید کرتے ہوں
سمجھ لیتا ہوں اُس انساں کے مُنہ میں زباں تم ہو

دیارِ غیر میں رہ کر، ہمیں جینا نہیں آتا
ہماری سرزمیں تم ہو، ہمارا آسماں تم ہو

سدا محفوظ ہے تقدیسِ لالہ دستِ گلچیں سے
اگرچہ روں کے گلشن میں نگاہِ باغباں تم ہو

کبھی مجھ پہ بھی اِس طرزِ نہاں کا راز کھل جائے
خدا کی بات ہوتی ہے مگر اُس کا بیاں تُم ہو

یہ ہر چھوٹے بڑے افضل نے تُم سے ہی فضیلت لی
بزرگی کی ترازو میں یہاں سب سے گراں تُم ہو

مجھے اپنے خدا کے نام کا صدقہ عطا کر دو
مری قسمت کے ہر لعل و جواہر کا نشاں تُم ہو

نہیں کوئی تمہارے نخلِ سایہ دار کا ہمسر
جہاں سب بجلیاں ہیں بے اثر وہ آشیاں تم ہو

۱-۱-۱۹۷۷

آپؐ کے نام کی دیتا ہوں دہائی، مولاؐ!
آپؐ کے لطف میں ہے لطفِ خدائی مولاؐ!

سر بلندی ہے مری آپؐ کا تحفہ مجھ کو
مَیں نے کہسار کی گردن ہے جھکائی، مولاؐ!

کھا گئے غیر کے جنگل کے درندے مجھ کو
آپؐ کی راہ سے جب آنکھ چرائی، مولاؐ!

کشمکش کیوں نہ شب و روز ہو میرا شیوہ
آپؐ نے سعیِ مسلسل ہے سکھائی، مولاؐ!

شرم سے کہہ نہ سکا جس کو خدا سے بھی مَیں
آپؐ کو دِل کی ہے وہ بات بتائی، مولاؐ!

دیکھئے اُٹھتے ہیں کب ذات سے میری شعلے
آپؐ کی آگ ہے سوچوں کو دکھائی، مولاؐ!

آپ کے عشق کا دعویٰ ہے مجھے بھی لیکن
خواب میں آئے پہ صورت نہ دکھائی، مولاؑ !

جس کے ہر گام پہ کُھلتے ہیں رموزِ ہستی
آپؑ کی بات نے وہ راہ سجھائی، مولاؑ !

کس طرح اس کے عوض چشمِ تجلی مانگوں !
عمر جو رات کی زلفوں پہ لٹائی، مولاؑ !

کون مسمار کرے گا کہ عدو نے اپنے
آپؑ کے در پہ جو دیوار اُٹھائی، مولاؑ !

عمر بھر آپؑ سے بے ربط تعلق رکھا
گفتگو کر کے بھی آواز نہ پائی، مولاؑ !

شہر کا در کسی دربان نے کھولا اپنا
ہم پہ اغیار نے کی جب بھی چڑھائی، مولاؑ !

لوگ سورج کی نگاہوں سے بھی ظلمت چاہیں
وقت نے رات کی وہ دھوم مچائی، مولاؑ!

لُوٹ کا مال سمجھتے ہیں زمانے والے
میرے اقبالؒ کی، قائدؒ کی کمائی، مولاؑ!

غیر نے آپؐ سے یُوں گھر کو سجایا اپنے
آپؐ کی بزم لگی مجھ کو پرائی، مولاؑ!

اور کہتے ہیں کسے بے کس و بے در ہونا!
لاش میری بھی پہ غیروں نے اُٹھائی، مولاؑ!

آپؐ کا نام دکانوں پہ سجانے والے
وصل کی شکل میں دیتے ہیں جُدائی، مولاؑ!

آج مقتول گلستاں میں کھڑا ہے، دارا
پھُول کرتے رہے پھولوں سے لڑائی، مولاؑ!

۲-۳-۱۹۷۷

MALHOTRA COLLECTION

نگاہِ دل میں ہو گر آپؐ کے جلووں کی مہمانی
حقیقت ایک رہتی ہے، فقیری ہو کہ سُلطانی

مجھے شاہوں سے نفرت ہے، میں درویشوں سے نالاں ہوں
فقط اک آپؐ کی محتاج ہے میری مسلمانی

مرے ایمانِ مطلق میں کمی کچھ رہ گئی ہو گی
وگرنہ جو دُعا مانگی گئی ہے آپؐ نے مانی

ظلمتِ شب کے لئے مہرِ منور آپؐ ہیں ۱۵۶
ملتِ بت شکن، اُبت پرستی میں ہے ۱۵۸
بے مثل دساتیر ہیں قرآن کے اوراق ۱۶۰
دیکھا ہے جب سے آپؐ کو چشمِ قریب سے ۱۶۲
اللہ پہلا نام، محمدؐ ہے دوسرا ۱۶۴
آؤ، قرآنی نمو پیدا کریں ۱۶۸
سکوتِ زندگی ہے منتظر آوازِ یزداں کا ۱۷۰
نہ آیا ہے، نہ آئے گا، جہاں میں آپؐ سا کوئی ۱۷۲
وارثِ قرآن بھی دنیا میں گر محکوم ہیں ۱۷۴
ہر طرف تھے بار در ربِ کبریائی کے ہجوم ۱۷۶
آپؐ کا دعویٰ نہیں تھا کوئی محتاجِ دلیل ۱۷۸
حزبِ رُسل میں آپؐ کا رنگ طریق دیکھ ۱۸۷
قصہ مختصر — حفیظ تائب ۱۸۹

مرے شاہِ عربؐ کے خادموں کی ذات شاہد ہے
اجالا دے جو دنیا کو وہ خاکی بھی ہے نورانی

رسالتؐ کی نہیں، عہدِ رسالت کی تمنا ہے
جہاں میں پھر سے ہو جائے محبت کی فراوانی

مجھے درسِ نبوتؐ نے ابھی اتنا بتایا ہے
نبوت نام ہے فتنوں سے دُنیا کی نگہبانی

یہ اسمٰعیلؑ ہو، کہ بلالؓ کہ علم الدینؒ لاہوری
محبت سرخرو ہونے کو بن جاتی ہے قربانی

مَیں ہوں سرکارِ دو عالمؐ کے گلشن کی صبا، دارا!
مَیں شرقی بھی، مَیں غربی بھی، مَیں وسطی بھی، مَیں لافانی

۶-۵-۱۹۷۷

چھوڑی ہیں ہم نے جب سے مدینے کی یاریاں
ملتی ہیں ہر طرف سے ہمیں بے وقاریاں

ڈالے گئے ہیں دشت میں صدیوں کے واسطے
دو چار، محفلوں میں، تھیں راتیں گزاریاں

اب کیا کریں کہ آپ سا ملتا نہیں کوئی
ہم نے افق افق ہیں نگاہیں پساریاں

اُن کشتیوں نے میرا سمندر ڈبو دیا
جو کشتیاں تھیں میں نے تہوں سے اُبھاریاں

شہروں کو میرے دیکھ کے کل کو کہیں گے لوگ
لو یہ بھی بستیاں ہیں عذابوں کی ماریاں

چلتا نہیں پتا کہ کدھر جا رہے ہیں ہم
کیوں راہ کی علامتیں دِل سے بِسار یاں!

کرتے ہیں اُس کے گھر کی یہ ہر شئے اُلٹ پلٹ
جس نے کہ شہر شہر کی گلیاں سنواریاں

کوتاہیٔ عمل کا نتیجہ ہیں سب کی سب
مولا! یہ لمبی لمبی دُعائیں ہماریاں

جس رنگ میں کہ ڈوب گئے تھے مرے سلف
اُس کی مرے بدن پہ ہیں دو چار دھاریاں

داراؔ کی طرح جو بھی یہاں بے نوا ہوُا
اُس کی بس آپ ہی نے سُنی ہیں پکاریاں

۱۰-۵-۱۹۷۷

آپؐ کی اک اک بات ہے رحمت، صلی اللہ علیہ وسلّم
آپؐ سراپا نطقِ ہدایت، صلی اللہ علیہ وسلّم

دریاؤں میں ایک سفینہ، صحراؤں میں میٹھا پانی
راتوں میں مہتاب کی صورت، صلی اللہ علیہ وسلّم

دونوں ہاتھوں سے دُنیا میں اللہ کو دن رات لٹایا
کوچہ کوچہ بن گیا جنت، صلی اللہ علیہ وسلّم

ایمان و ایقان کی مشعل جس سے دُور ہوئی ہر ظُلمت
آج وہ ہے بے نور حقیقت، صلی اللہ علیہ وسلّم

گھر، مسجد، بازار، مسافت، ظاہر، باطن، عدل شجاعت
سب مل کر ہیں ایک رسالت، صلی اللہ علیہ وسلم

قطرہ دریا سے ہے لیکن اس میں کشتی کب چلتی ہے
ہستی کی اک سمت عبادت، صلی اللہ علیہ وسلّم

بُت خانے کی صوت اِس میں آج فقط سجدے ہوتے ہیں
مسجد تھی چوپال، عدالت، صلی اللہ علیہ وسلّم

داراؔ غیر کے افسانے بھی ایک حقیقت کہلاتے ہیں
بنی فسانہ تیری حقیقت، صلی اللہ علیہ وسلّم

۲۸-۷-۱۹۷۷

اگرچہ عشقِ محمدؐ سے مَیں بھی دُور نہیں
مگر بلالؓ سا حاصل مجھے سرُور نہیں

خُدا کو کیسے سمجھ پائے وہ دِلِ ناداں
جسے کہ آپؐ کے کردار کا شعور نہیں

کِسیؐ کے خُلق و جہاں پروری کے صدقے میں
مِرے جلال میں شامل کوئی فتور نہیں

اک آپؐ ہی کی غلامی پہ فخر ہے مجھ کو
وگرنہ اور کسی بات پر غرور نہیں

مَیں اُنؐ کے نام پہ کیسے کسی کو قتل کروں!
جو اپنے خون کے قاتل سے بھی نفور نہیں

وہاں پہ گوشِ جگر بے سُرور رہتے ہَیں
جہاں بھی آپؐ کے گلشن کے کچھ طیور نہیں

تُمہارےؐ عشق کی جنت خدا کا جلوہ ہَے
اگرچہ اس مَیں جہانِ شراب و حُور نہیں

جسے بھی آپؐ کے رُخسار سے سند نہ ملی
وہ حُسن، حُسن نہیں ہے، وُہ نور، نُور نہیں

اُس آئینے کو نہ بخشیں گے شکل تو مولاؑ
جو ضربِ لا کی حقیقت سے چکنا چُور نہیں

یہاں پہ عقل و خرد کی ہَے انتہا "دارا"
یہ بزمِ ختمِ نبوتؐ ہے، رسمِ طُور نہیں

۳۰۔۹۔۱۹۷۷

اگرچہ آگیا ہے دَور پھر سے شیشہ بازی کا
مِرے آقاؐ! تصوّر مر نہ جائے دلنوازی کا

مِرے گلشن کی کلیاں بھی کھِلا دو، یا رسُولؐ اللہ!
بہت ہے ایک ہی جھونکا انھیں بادِ حجازی کا!

مجھے درپیش ہے پھر کارزارِ خندق و خیبر
مِرے کردار کو دیدو سلیقہ مردِ غازی کا!

مَیں کس مُنہ سے تمہاریؐ بزم کا مطرب بنوں مولاؐ!
مِری آواز میں جادو نہیں نغمہ طرازی کا!

تعجّب کیا اگر عین الیقیں ہے میری باتوں میں
میں نقشِ پا ہوں طیبہ کے لبوں کی نے نوازی کا !

مدینے میں ہو یا حشر میں تم عشق زادوں کو
گِلہ کرتے نہیں یہ لوگ رستے کی درازی کا

جہاں کو عشق کے شعلے نئی تشکیل دیتے ہیں
نتیجہ عشق کے شعلے ہیں اُنؐ کی بے نیازی کا

نبوّتؐ کی امامت میں جو سجدہ ریز ہوتا ہو
جو ممکن ہو تو اِک سجدہ چرالو اُس نمازی کا

محمدؐ سے بھی تم کو عشق ہے دنیا سے بھی دارا
بھرم کھل جائے گا اک دن تمہاری پاکبازی کا

۱۴-۱۰-۱۹۷۷

اگر تیرا کرم کہنا پڑے مجھ کو اشارے ہیں
مجھے سارے سہارے مل گئے تیرے سہارے ہیں

محبت میں ترے ہی میں اک خُدا ہی بن نہیں سکتا
وگرنہ کیا نہیں ہے میری قسمت کے ستارے ہیں!

ہزاروں طُور اُس کی اک نظر نے خاک کر ڈالے
جہاں بھی چھُپ گیا تُو دیدۂ دِل کے شرارے ہیں

اِنتساب

عشقِ مُحَمَّدْ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم

کے نام

وہ دریا جس کے سیلابوں میں دنیا ڈوب جاتی ہے
مرے بحرِ نبوتؐ! بوند ہے وہ تیرےؐ دھارے میں

مری غربت ہے، تیرےؐ عشق کی دولت کی دارائی
کہاں سے کاروبار آئے ترےؐ جذبوں کے بارے میں

نہ چھوڑے گی اسے پل بھر کو بھی اس کی زمیں گیری
ہوائے خاص، آقاؐ! اگر نہیں ہو گی غبارے میں

مرے مولاؐ! تلاطم خیزیوں سے اس کو کیا مطلب
وہ دریا مل گئی آسودگی جس کو کنارے میں

جسے اطوارِ احمدؐ کی تجلّی لے اُڑی، دارا!
جہاں کی آنکھ کہہ سکتی نہیں کچھ اس کے بارے میں

۴-۱۱-۱۹۷۷

جس نے نہ مجھ سے وعدۂ عشق نبیؐ کیا
وہ سانس میرے جسم کے اندر نہیں گیا

دنیا کو آپؐ ہی سے وہ ضربِ گراں مِلی
جس نے وجُودِ ماہ کو دو لخت کر دیا

سائل رہے خدا کے وہؐ ہر دم مگر کبھی
اپنے لئے حضورؐ نے کچھ بھی نہیں لیا

اس کی قبائے روح کی ہیں دھجیاں اُڑیں
دامن کو جس کے چشمِ نبیؐ نے نہیں سِیا

دنیا کی بہتری ہی میں عشقِ رسولؐ ہے
جلتا ہے خونِ دردِ محبت سے یہ دِیا

یا رب! مجھے بھی رازِ محمدؐ کی بھیک دے
تشنہ ہوں، آج تک کبھی پانی نہیں پیا

دونوں جہان مِلتے ہیں مِلنے سے آپؐ کے
مَیں نے سبق یہ آپؐ کی سیرت سے ہے لیا

داراؔ کہاں، کہاں وہ ابوذرؓ کے روز و شب
کہنے کو یہ بھی بے زر و بے خانماں جیا

۱۹-۲-۱۹۷۸

میرے رسول صورتِ یزداں رحیم ہیں
عظمت کے نام سے بھی وہ بڑھ کر عظیم ہیں

جو بھی کہ آدمی کی محبّت میں غرق ہے
اُس آدمی کے دل میں محمد مقیم ہیں

ارض و سما کہ ظاہر و باطن کی بات ہو
بعد از خدا وہ سب سے زیادہ علیم ہیں

میرے خدا! وہ تیرے ہی محبوب تو نہیں
وہ بے مثال میرے بھی دل کے ندیم ہیں

جن کے لہو میں عشقِ محمدؐ ہے موجزن
میدانِ زندگی میں وہ بے خوف و بیم ہیں

ہم میں اگرچہ کوئی بھی موسیٰؑ نہیں مگر
فیضِ نبیؐ سے سینکڑوں کسبی کلیم ہیں

سب کے لئے ہیں شفقتِ مادر، پدر کا ہاتھ
دنیا میں ایک آپؐ ہی ایسے یتیم ہیں

کونین مجھ کو بخش دیئے اک نگاہ میں
یا رب! میں سوچتا ہوں یہ کیسے کریمؐ ہیں!

روتا ہوں حُسنِ عہدِ محمدؐ کی یاد میں
آنکھیں تو بدحال ہیں، آنسو وسیم ہیں

دارا! ادب کا حکم سنو اور چُپ رہو
روکیں گے وہؐ نہ تم کو کہ وُہ تو حلیم ہیں
(بیومِ میلادِ حضور علیہ السلام) ۲۰-۲-۱۹۷۸

آپؐ نے تصویر کو بخشا مصور کا مزاج
آپؐ نے انساں کو دلوایا فرشتوں سے خراج

آدمی کو آدمیت سے شناسا کر دیا
خشک دریاؤں کو آبِ قدسیاں سے بھر دیا

آپؐ کے باعث بنی برفاب سُورج کی جلن
آسمانوں کو زمیں بوسی کا سکھلایا چلن

مکتبِ ہستی کے بے ہمتا معلم ہیں حضورؐ
آپؐ کی نظروں پہ روشن تھا ہر اک نزدیک و دُور

مجھ پہ یہ ظاہر ہُوا ہے آپؐ کے ادراک سے
علم ملتا ہے حقیقت میں فقط افلاک سے

بات آگے بڑھ گئی ہے آج برقِ طُور سے
مَیں نے دیکھا ہے خدا کو مصطفٰےؐ کے نُور سے

آپؐ نے دنیا کو دیکھا اک عجب انداز سے
دہر میں پھیلے نئے نغمے پرانے ساز سے

آپؐ کے محتاج بندوں میں بھی بندہ پروری
بے زری میں سروری ہے، سروری میں بے زری

آپؐ کی محفل میں زیرِ پا ہے تاروں کی زمیں
آپؐ کے پروردہ دِل میں ہے خدا مثلِ نگیں

آپؐ رحمت کا گُلستاں، آپؐ شفقت کی بہار
آپؐ پھولوں کا تبسم، آپؐ خوشبُو کا نکھار

آپؐ کا بھی راستہ پُرخار تھا، خمدار تھا
حلقۂ تقدیر لیکن وسعتِ پرکار تھا

مَیں اگرچہ خالقِ دارین کا ہمراز ہوں
آپؐ کی محفل سے باہر سازِ بے آواز ہوں

کاش مَیں آتا نہ پل بھر کو بھی دارا ہوش میں
عمر کٹ جاتی محمدؐ کی مئے آغوش میں

۹-۱۱-۱۹۷۸

ہم پہ ہر حال میں عطا ہیں آپؐ
بے گماں، خوئے کبریا ہیں آپؐ

خود شناسی خدا شناسی ہے
خود شناسی کی انتہا ہیں آپؐ

آپؐ ہر حال میں ہیں ظِلِّ اِلٰہ
گرچہ اللہ سے جُدا ہیں آپؐ

جس گلستاں میں ہے گُلِ خالق
اُس کے ہر پھول کی صبا ہیں آپؐ

بوئے ربِ جلیل ہے قرآن
اور قرآن کی فضا ہیں آپؐ

مَیں خدا سے نہ کیوں کروں باتیں
میری سوچوں کے رہنما ہیں آپؐ

باعثِ کائناتِ پُر اسرار
خاتمِ بزمِ انبیا ہیں آپؐ

اپنے خُلقِ عظیم کے باعث
مُصطفےٰؐ اور مجتبےٰؐ ہیں آپؐ

کاش دارا کو بھی خدا کی طرح
اتنا معلوم ہو کہ کیا ہیں آپؐ!

۲۰-۱-۱۹۷۹

میری رُوحِ نُعوت

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۝

یقیناً اِسمیں بہت سی نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لیے جو غور کرتے ہیں (سورۃ الروم ۲۱)

پُوچھیں ہیں کس طرح مرا مولاؐ مجھے مِلا
سو بار دِل کٹا تو یہ ہیرا مجھے مِلا

مَیں نے زمیں سے تا بہ ثریّا سفر کیا
جب بھی، جہاں بھی آپکا رستہ مجھے مِلا

تیری جھلک فقط ترے عاشق کے دِل میں ہے
دونوں جہاں میں اور نہ تجھ سا مجھے مِلا

جس کی زباں کا ربط خدا کے بیاں سے تھا
خوش ہوں کہ اُس ؐ کے عشق کا تحفہ مجھے مِلا

یارب! جہاں میں ویسا ہی جذبہ بکھیر دے
عشقِ رسولِ ؐ پاک میں جیسا مجھے مِلا

مَیں رات جس بھی کوچۂ کونین میں گیا
اُس جا حضورِ ؐ پاک کا چرچا مجھے مِلا

پاتا ہوں اپنی پشت پہ دستِ خدا کا راز
لا تقنطوا کا جب سے سہارا مجھے مِلا

دارا! وہ دن بھی آئے کہ دنیا سے کہہ سکوں
امشب حضورِ ؐ پاک کا جلوہ مجھے مِلا

۱۲-۲-۱۹۷۹

جن آنکھوں میں تم نہیں رہتے، وہ آنکھیں بے نور
جو بھی تم سے دُور رہا، وہ اللہ سے بھی دُور

تم نے اُس کے گھر میں جا کر اُس کے جلوے دیکھے
جس نے خود کو ساری دنیا سے رکھا مستور

جو رحمت ہے انسانوں پر اللہ کا احسان
میرے آقا کی باتیں اُس رحمت کا منشور

دونوں عالم میں پھر اُس کی سنے نہ کوئی بات
جس کی عرضی کر دیتے ہیں مولاؐ نا منظور

کملی والےؐ نے طیبہ کو بخشی ایسی شان
ہر کُوچہ اک خُلد کا ٹکڑا ، ہر ذرہ اک طوُر

کوئی مانے یا نہ مانے یہ ہے سچی بات
احمدؐ کا دستور ، جہاں میں رحمت کا دستور

دارا وہ تو یوں بھی روزہ کرتے تھے افطار
تھوڑا سا پانی ہے اُس کے ساتھ ہے ایک کھجور

۲۹-۳-۱۹۷۹ ——————

یہ شُتُر بانی کرے یا ہو جہازوں میں سوار
تجھ سے وابستہ ہے اس قوم کی قسمت کا نکھار

مجھ سے ناچیز پہ بھی چشمِ کرم ہو، آقا!
تیری رحمت کی طلبگار جہانوں کی قطار

باغ اُس شاخ کو بے برگ و ثمر کہتا ہے
جس کے ریشوں میں رہے تیری محبت کی بہار

ساری دنیا ترے بندوں سے خفا ہے، مولاؐ !
جُز ترے کون سنے تیرے غلاموں کی پکار

گاہ ذرے پہ بھی سورج کا کرم برسے گا
اک نہ اک روز تو بدلیں گے یہاں لیل و نہار

اُحسنِ کُن کو ملی تیری نظر سے تکمیل
بن گیا روحِ بدن زیست کے قدموں کا غبار

دہر کیا، دہر کے اربابِ حکومت کیا ہیں
تیرے دارا کا ترے نام پہ ہے دار و مدار

۳۰-۸-۱۹۷۹ ———————

آپؐ کی فطرت علمِ خدا ہے، صلی اللہ علیہ وسلم
آپؐ کی صحبت خلد نما ہے، صلی اللہ علیہ وسلم

آپؐ کی سیرت کے شیدائی نبیوں کے ہم کیش ہیں سارے
آپؐ کی محفل جشنِ ہدیٰ ہے، صلی اللہ علیہ وسلم

قربِ خدا کے ذکر میں یوں تو اور بھی نام آتے ہیں لیکن
آپؐ سے آگے کون گیا ہے، صلی اللہ علیہ وسلم

آپؐ کی خوشبو نے دُنیا کو کیسے کیسے پھول دیئے ہیں
آپؐ کی اُمت، باغ کھلا ہے، صلی اللہ علیہ وسلم

آپؐ کی عظمت، آپؐ کی رفعت، فہمِ بشر میں کیسے آئے
آپؐ سے اک اللہ ہی بڑا ہے، صلی اللہ علیہ وسلم

آپؐ ہی وہ ہیں جن کا ساری مخلوقاتِ ارض و سما میں
لوحِ ازل پر نام لکھا ہے، صلی اللہ علیہ وسلّم

میں کیا جانوں آپؐ کے دم سے کِس کِس تارے کی دُنیا کو
رحمت کا پیغام مِلا ہے، صلی اللہ علیہ وسلّم

مجھ کو یہ معلوم ہے، لوگو! اُس نے آپؐ سے باتیں کی ہیں
جس نے بھی قرآن پڑھا ہے، صلی اللہ علیہ وسلّم

اُس محفل کا ذرّہ ذرّہ عرشِ بریں سے افضل تر ہے
جس میں آپؐ کا ذکر ہوا ہے، صلی اللہ علیہ وسلّم

سجدہ کیش فرشتوں کو بھی مری زباں پر رشک ہوا ہے
جب بھی آپؐ کا نام لیا ہے، صلی اللہ علیہ وسلّم

شاہی کیا ہے، آپؐ خدائی تک بھی دے دیتے ہیں دارا
گنبدِ خضرا دستِ سخا ہے، صلی اللہ علیہ وسلّم
۱۲-۹-۱۹۸۰

THIS EBOOK IS DOWNLOADED FROM
SHAAHISHAYARI.COM

LARGEST COLLECTION OF URDU
SHERS, GHAZALS, NAZMS AND EBOOKS.

زمین و آسماں کا ذکر کیا ہے
محمدؐ آپ حمدِ کبریا ہے

خدا کی مثلِ رحمت ہے وہ انساںؐ
خُدا کے بعد جو سب سے بڑا ہے

کسے معلوم ہے اُسؐ کا تقدم
ظہورِ کُن فکاں تو کل ہوا ہے

ازل تھی جس کی خوشبوئی کا جلوہ
وہؐ گُل طیبہ کے گلشن میں کھلا ہے

اک نعت ہے قرآن و محمدؐ کی نوا بار

سب بلندیوں سے بلند تر اور جملہ بزرگیوں سے بزرگ تر ہے وہ ذاتِ پاک جس نے مجھ سے حقیر و کمتر ذی روح کو اپنے نورِ اول، باعثِ تخلیقِ کائنات، خلقِ مطلق، ہر اپنے اور پرائے کے لیے سراپا رحمت، حیاتِ انسانی کے ہر شعبے میں مثالِ اکمل، تمام نبیوں، پیغمبروں اور رسولوں کے آخریں دارِ فانی میں تشریف لانے والے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیرو کار ہونے کے فخرِ بے مثال کے ساتھ ساتھ شعر گوئی کا ملکہ بھی بخشا۔ یہ محبوبِ کبریاؐ کی غلامی کا فیضان ہے کہ میں ایک ہیچ دناچیز مسلمان ہونے کے باوصف اپنے آپ کو دنیا کی بڑی سے بڑی غیر مسلم ہستی سے بطور انسان اور خادمِ انسان کے بہتر اور خوش نصیب تر پاتا ہوں۔

ایک خادم اور غلام کا کام اپنے آقا و مالک کی صرف تعریف ہی کرنا نہیں ہوتا، بلکہ اللہ کی عطا کی ہوئی جملہ صلاحیتوں کو اپنے آقا و مالک کی خدمت میں بروئے کار لانا بھی ہوتا ہے۔ اگر آقا و مالک کھیتی باڑی کرتا ہے تو خادم کو حسبِ استعداد کھیتی باڑی میں اُس کا ہاتھ بٹانا ہوتا ہے، اور اگر وہ کاروباری ہے تو کاروبار میں مقدور بھر اس کا ساتھ دینا ضروری ہوتا ہے۔ میرے آقا و مالک، ممدوحِ ربِ ذوالجلال والاکرام، خیرالانام، رحمت اللعلمین، ختم المرسلین، فخرِ موجودات، صاحبِ معراج، احمدِ مجتبےٰ، محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، جنھیں ربّ العزت نے دنیا میں صرف اس لیے مبعوث فرمایا تھا کہ وہ حضرتِ آدمِ ثانی حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ اور دیگر ہمہ انبیاء، پیغمبران اور رُسل علیہم السلام کے لائے ہوئے دینِ اسلام کی تکمیل فرمائیں اور انسان کو رازِ توحید پرستی کے حوالہ سے مسلمان کی حیثیت سے زندگی بسر کرنے کا ڈھنگ بتائیں۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عظیم فریضہ قرآنِ مجید میں تحریرًا اور آپؐ کی حیاتِ طیبہ کی صورت میں عملًا موجود ہے۔

میری دانست میں مجھ پر واجب ہے کہ نعت کے پیرائے میں ذکرِ حضورِ پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم میں آپؐ سے باتیں کروں، آپؐ کے حوالے سے آپؐ کی امت اور مسائل و حیاتِ اُمت کو زیرِ قلم لاؤں، اور اس طرح آپؐ کی اشاعتِ توحید کی شمع کی کرنیں اپنوں اور بیگانوں کے اذہان و افکار تک پہنچانے کی سعی کروں۔ اس فریضے کی انجام دہی کے لئے ضروری ہے کہ قرآن اور فلسفۂ قرآن، آپؐ کی حیاتِ طیبہ، علومِ قدیم و جدید پر وسیع و عمیق نظر ہونے کے ساتھ ساتھ مسلسل فکر و تدبر سے بھی کام لیا جائے۔

مَیں سمجھتا ہوں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصافِ حمیدہ کے اذکار کے علاوہ ان اوصاف سے پیدا ہونے والے انفرادی اور اجتماعی اثرات و نتائج بھی بیان ہونے چاہئیں۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ آپؐ کے اوصافِ حمیدہ سے جو انفرادی اور اجتماعی اثرات و نتائج آپؐ کے مبارک عہد میں پیدا ہوتے تھے، اُس دَور کے لوگ بلا واسطہ اُن کو دیکھتے، جانتے، سمجھتے

وہ تنویرِ ہدیٰ ہے جس کے باعث
بشر کو تا فلک رستہ ملا ہے

محمدؐ راستی ہی راستی ہے
یہاں جو کچھ بھی ہے وہ بر ملا ہے

محمدؐ کی زباں قرآنِ ناطق
محمدؐ کا عمل حکمِ خدا ہے

اَحَد، احمدؐ میں فرقِ بے نشاں دیکھ
رسولؐ اللہ سے پہلے لا اِلہ ہے

ترےؐ خدام تو خیر الامم ہیں
ترےؐ ہاں دشمنوں کا بھی بھلا ہے

تریؐ اُمت کو ہر سُود و زیاں میں
خدا کے بعد تیراؐ آسرا ہے

اُسے خود آپ توڑا ہے ہمیشہ
جو پتھر تیرےؐ رستے میں گرا ہے

چلا ہے جو بھی تیرےؐ راستے پر
اُسی پر دو جہاں کا دَر کھُلا ہے

مجھے اب چھوڑ کر جانا نہ مولاؐ
اگر میرا مقدر جاگ اُٹھا ہے

اگرچہ تیریؐ محفل میں نہیں ہوں
مگر دل تیرےؐ نغموں سے بھرا ہے

مَیں تیراؐ ہوں یہی جنت ہے میری
محبت خود محبت کا صلہ ہے

مِرے دل کا اسے محور بنا دے
ترؐا قرآن میرا رہنما ہے

مرا تن خاکِ پاک و ہند ہے لیکن
مرا من کوئے طیبہ میں پلا ہے

جو تُو رُوٹھے تو میرا کون شافع
خدا روٹھے تو تیرا واسطہ ہے

تری صلعم سیرت کا شیدائی زمانہ
تری صلعم سیرت کی مہکوں سے خفا ہے

عجب بے مثل ہے یہ نام، دارا
محمد صلعم خود محمد صلعم کی ثنا ہے

۲۴-۹-۱۹۷۹ ———————

اس وادیٔ گناہ میں کس کا ہوا ورود
ہر ذرّہ اس زمیں کا ہوا تا ابد سعود

ہر سمت کفر و شرک کے پیکر تھے حکمراں
اک ضربِ لاالٰہ نے تھا توڑا بتِ جمود

کچھ اس طرح جبیں کو خدا آشنا کیا
جُھک جُھک گئے آسماں کو چھونے لگے سجود

بس آمنہؓ کی گود سے ابرِ کرم اٹھا
اُس وقت یوں تو دہر میں ہوں گی بہت ولود[1]

ہر بات اُس کے حکم کی رہتی ہے منتظر
جس کی زباں ہو آپؐ کا بخشا ہوا سرود

بزمِ فلک بھی آپؐ کے زیرِ نظام ہے
خورشید کا سفر ہو کہ مہتاب کا وجود

---

[1] وہ عورت جو بہت بچے جنے۔

سارے جہاں ہی آپؐ کی رحمت سے بھر گئے
کہنے کو اِس جہاں میں ہوئی آپؐ کی نمود

کیا فاصلہ ہے بندہ و یزداں کے درمیاں
مجھ کو بتا گیا شبِ معراج کا صُعود

وہ غیر جن میں آپؐ کی سیرت حلول ہے
ہم اُن کے مطبخوں کے لئے ہیں فقط وقود[1]

آپؐ آئے اور آدمی بیدار ہو گیا
دنیا کے بحر و بر تھے سبھی صورتِ غنود[2]

ہر لمحہ اک نقاب الٹتی ہے زندگی
درسِ حضورؐ میں بھی تو ملتا نہیں خمود[2]

قرآن میرے کان میں چپکے سے کہہ گیا
پاتا نہیں کچھ آپؐ سے اک مردِ لا کدود[3]

ص۱ ایندھن۔ ص۲ آرام کرنا ص۳ کوشش نہ کرنے والا۔

جا، پھر سے اپنی قوتِ پرواز کر تلاش
بلبل! نہ اپنے پرتوِ گلوں کے لیے شخود[ص۱]

جس کو بھی زندگی کا تبسم عزیز ہے
ہونا پڑے گا اُس کو فقط آپؐ پر فنود[ص۲]

دیکھو تو زندگی کے سبھی راز کھل گئے
روز و شبِ حضورؐ تھے اک محفلِ کشود

بے سمت زندگی کا تصوّر نہیں یہاں
آزادئ حیات ہے خود ساختہ قیود

ممکن ہے ہم پہ پھر سے وہؐ چشمِ کرم کریں
انؐ کو بھی اور انؐ کے کرم کو بھی ہے خلود[ص۳]

کیا گونا گوں ہیں عشقِ محمدؐ کی صورتیں
دریا میں آبِ نقرئی، قلزم میں ہے کبود

ص۱ نوحہ - پکار - ص۲ وارفتہ ہونا - ص۳ ہمیشگی -

جس کا بھی عشق دل سے خرد کی طرف گیا
اپنے لئے بھی ہوتا ہے وہ طالبِ شہود

میں نے تو آج تک یہی دیکھا، سُنا، پڑھا
جو آپؐ کا وَدُود ہے، وہ سب کا ہے وَدُود[1]

بچّوں کو کس کتاب سے درسِ رسولؐ دوں!
قصے میں ڈھل گیا مرے افسانۂ یہود

کرتا ہوں یاد آپؐ کی دنیا کو رات دن
وہ دورِ عدل و خیر و سخا، شوکتِ جنود

چھوڑیں گے کب، حضورؐ! یہ ہم خواب دیکھنا
قوموں کو مار دیتی ہے یہ خصلتِ رقود[2]

خُلقِ حضورؐ سب کے لئے ایک سا رہا
بدّو تھے یا تھے قیصر و خاقان کے وُفود

ص۱ دوست ۔ ص۲ سونا ۔

مسجد میں سُن کے ملّا کی نازک خیالیاں
آتی ہے مرے ذہن میں کیوں منطقِ ہنود!

اُس کی نظر تو آپؐ کی چشمِ کرم پہ ہے
مسلم کسی بھی حال میں ہوتا نہیں حسود

جو بے جنوں ہیں آپ کی محفل کو چھوڑ دیں
ہوتا ہے گلستاں ہی سدا طالبِ خُشود [ص۱]

جس دن حضورؐ! مجھ میں ہوں غالب کے رنگ ڈھنگ
چھن جائے میرے جسم سے ہر قوتِ رُبود

سو بار سیرِ خلدِ بریں سے عزیز ہے
اپنے درِ حبیبؐ پہ اک بار کا قعُود [ص۲]

کچھ اور تیز آتشِ عشقِ رسولؐ ہو
ناپختہ آگ ہوں جو ابھی دے رہا ہوں دُود

دارا! ابھی کچھ اور ادب کے اصول سیکھ
ممکن ہے پھر وہؐ دیکھیں کرم سے ترا شرود [ص۳]

۲۳-۹-۱۹۷۹

ص۱ کھڑی فصل میں سے گھاس صاف کرنا۔ ص۲ بیٹھنا ص۳ قافیہ، شاعری

دُنیا ابھی سمجھی نہیں پروازِ محمدؐ
معراج ہے اک جَستِ تگ و تازِ محمدؐ

چھیڑیں گے اسے دل سے تو کچھ بات بنے گی
ہے عقل کے ہاتھوں میں ابھی سازِ محمدؐ

اللہ کی مانند ہے بے مثل و یگانہ
اللہ کی آواز ہے آوازِ محمدؐ

کی جس نے شبِ دہر پہ انوار کی بارش
مَیں ڈھونڈ رہا ہوں وہی اندازِ محمدؐ

ہم سیرت و تفسیر کے ماہر ہی سہی لیکن
اللہ کے سوا کون ہے ہمرازِ محمدؐ!

جان و زر و اولاد لٹاتا ہے وہ پہلے
جو بعد میں کہلاتا ہے دمسازِ محمدؐ

درویشیِ دارا کا تجھے راز بتا دوں
یہ شخص اُٹھاتا ہے فقط نازِ محمدؐ

۲۶-۹-۱۹۷۹

اور اُن سے واقف ہوتے تھے ۔ اور جب ان اوصافِ حمیدہ کا ذکر ہوتا تھا تو اُن کے اثرات و نتائج لوگوں کے ذہنوں میں فوراً آجاتے تھے ۔ آج کی دنیا اُس دَور سے چودہ سو (۱۴۰۰) سال دَور ہو گئی ہے نوع بنوع علوم و فنون نے اس کے اذہان و افکار کو اپنے بوقلموں سایوں میں لے رکھا ہے ۔ لہٰذا نعت گو شاعر کو اپنے اشعار کے ذریعے حضور پاکؐ کے مبارک مقصدِ حیات کو پھیلاتے ہوئے اسلام فہمی میں اپنوں اور بیگانوں کی رہنمائی کرنی چاہیئے ۔

نعت گوئی اسلام فہمی اور حضورؐ آشنائی کے لئے ایک اہم اور زُود اثر ذریعہ ہے ، مگر اکثر دیکھا جاتا ہے کہ نعت گو شعرا اپنی نعتوں میں اپنی عقیدت مندی کے اظہار سے آگے شاذ ہی بڑھتے ہیں ۔ یہ علمی حقیقت ہے کہ عقیدت مندی ایک ذاتی اور انفرادی رویہ اور سوچ ہے ، جبکہ اسلام ایک اجتماعی اور عالمگیر نظامِ حیات ہے ۔ یہ عقیدت مندی کا اظہار ہی ہے جس کے زیرِ سایہ کفر و شرک تک پلتے دکھائی دیتے ہیں ۔

آج کل کی زبان میں قرآن اور آپؐ کی حیاتِ طیبہ از ابتدا تا انتہا سائنسی حقیقت ہیں ، جن کے گوشے آہستہ آہستہ عقلِ انسانی کے سامنے آرہے ہیں ۔ اس بنا پر بھی نعت گوئی کی بنیاد عقیدت اور تخیل پرستی پر نہیں بلکہ قرآن اور آپؐ کی حیاتِ طیبہ پر ہونی ضروری ہے ۔ یہی نعت تبلیغِ اسلام اور افہامِ اسلام کا عمدہ ذریعہ ہو سکتی ہے ۔

حضورِ انورؐ کو صیغہء واحد مخاطب (تُو) سے یاد کرنا گناہ نا گستاخی ہے، جس کا کم علمی کی وجہ سے چند سالوں تک مَیں بھی مرتکب ہوا ہوں ۔ اللہ میری اس سہو کو معاف فرمائے ۔ مَیں نے اپنی کوئی نعت یا اپنی کسی نعت سے کوئی شعر خارج نہیں کیا ۔ میرے اللہ نے جو کچھ اور جس ترتیب سے میرے آقا و مالکؐ کے حضور مجھ سے کہلوایا ہے، مَیں نے اُسے امانتاً جوں کا توں پیش کر دیا ہے ۔

نقیب محمدؐ

طفیل دارا

مجھے مری ذات سے مِلا دے، تری محبت عجیب شے ہے
خدا شناسی کا گُر سکھا دے، تری محبت عجیب شے ہے

کبھی ترے در پہ خواب میں بھی اگر سلیقے سے مَیں صَدا دوں
تو میری حاجت سے بھی سوا دے، تری محبت عجیب شے ہے

اگر مری آرزو نگاہِ جنوں کو پالے تو اپنا روضہ
مجھے تو لاہور میں دکھا دے، تری محبت عجیب شے ہے

جسے ترے فقر کا تصور ہی ایک پل ہمکنار کر لے
وہ تاج و تختِ جہاں لٹا دے، ترےؐ محبت عجیب شے ہے

جو رازِ اسریٰ کو فہمِ انساں میں لا رہا ہے دل و نظر سے
وہ آسمانوں میں رہ بنا دے، ترےؐ محبت عجیب شے ہے

مرے نفس کی مہک سے شہرِ بشر کی گلیوں میں عطر پھیلے
مجھے کسی شاخ پر کھلا دے، ترےؐ محبت عجیب شے ہے

عجب نہیں جس کے اُس سرے پر کوئی زمان و مکاں نہ ہو گا
مجھے بھی وہ راستہ سُجھا دے، ترےؐ محبت عجیب شے ہے

ہزار دستِ ستم سے جھکنا پڑے زمانے کے بتکدے میں
سرِ خمیدہ کو پھر اُٹھا دے، ترےؐ محبت عجیب شے ہے

کِسے خبر ہے کہ روحِ دارا پہ ہو چکا ہے نیا سویرا
خدا کو انسان میں بسا دے، ترےؐ محبت عجیب شے ہے
۲-۲-۱۹۸۰

اللہ کا انعام ہے قرآن و محمدؐ
جنّت کے لئے دام ہے قرآن و محمدؐ

مخصوص نہیں ہے یہ کسی ایک کی خاطر
اِک فیضِ درِ عام ہے قرآن و محمدؐ

ہے سوچنے والے کے لئے حاصلِ تخلیق
ورنہ تو فقط نام ہے قرآن و محمدؐ

جس راز میں تھی حضرتِ آدمؑ کی حقیقت
اُس راز کا انجام ہے قرآن و محمدؐ

اُس شخص پہ واجب ہے کرے خار کو گلشن
جس کے لئے پیغام ہے قرآن و محمدؐ

دشمن پہ بھی مَیں ظلم کبھی کر نہیں سکتا
لوگو! مرا اسلام ہے قرآن و محمدؐ

دیتا ہے وُہ دارا کو جہاں اپنا نظارہ
اللہ کا وہ بام ہے قرآن و محمدؐ

۴-۲-۱۹۸۰

از کجا تا بکجا ہے یہ قمر کا رستہ
عمر بھر تکتے رہے ہم تو سحر کا رستہ

اِس سے آگے کی مجھے کون خبر دے مولاؐ!
تیرےؐ در تک تو گیا میری نظر کا رستہ

تیریؐ توفیق میسر ہو تو مَیں بھی دیکھوں
دِل کے ہر قطرے میں ہے لعل و گہر کا رستہ

یک زباں ہو کے کہا فکر و زباں نے مجھ سے
تیری ہی سوچ ہے جنت کے نگر کا رستہ

تیرا ایقان ہے ادراکِ خدا کی منزل
چشمِ قرآن میں ہے تیری خبر کا رستہ

دشتِ بے رہ میں بھٹکتا تھا زمانہ سارا
تیرے قدموں نے بنایا ہے بشر کا رستہ

کوئے طیبہ سے جو گزرے تو فلک تک پہنچے
مدحتِ رہبرِ دارا کے ہنر کا رستہ

۱۹-۲-۱۹۸۰

پروردۂ ظلمات تھے دنیا کے مشارب
ٹکرائے جو اُن سے تو مدینے کے محارب

طیبہ کے مسافر کو کوئی قرب نہ دُوری
اِس شمسِ محمدؐ کو مشارِق نہ مغارِب

قدرت کے گلستاں سے نئے پھول ملے ہیں
قرآں پہ انساں نے کئے جب بھی تجارِب

اے عشقِ محمدؐ! مجھے اللہ سے مِلا دے
دل طُور کی کرنوں سے بھرے جام کا شارِب

روکے ہے مِرے غیظ کو یہ کس کا نمونہ
ہوتا مِرے قابو میں ہے جس دم مرا ضارِب

کیا دُزدِ دو رکعت کو یہ معلوم نہیں ہے
اللہ کے خارب ہیں ہے انساں کا خارِب ۱؎

مَیں کشتیِ احمدؐ میں ہوں، طوفاں سے ڈروں کیوں
موسیٰؑ کا عصا ہے نہ ہے یہ نوحؑ کا قارِب

اوقاتِ مصائب تھے صحابہ کو چمن گشت
عیسیٰؑ ہی کو لے ڈوبے وہ لغزیدہ وہارِب ۲؎

دارا وہ کبھی تیری تمنا میں نہ آئیں
ملتی نہیں جو آپؐ کی سیرت میں مآرِب ۳؎

۲۴-۲-۱۹۸۰

۱؎ چور ۲؎ بھاگنے والا ۳؎ مآرِب کی جمع، بمعنی حاجت

جس کے بھی رگ و پے میں اُتر جاتا ہے قرآن
ہر حال میں ہوتا ہے وہ اسلام کی بُرہان

اک ہاتھ میں دنیا ہے تو اک ہاتھ میں جنت
عقبیٰ کو چلا آپؐ کا یہ مردِ مسلمان

یہ دہر مری سوچ کا آغازِ سفر ہے
کہتے ہیں مجھے آج بھی معراج کے مہمانؐ

ہر چند کہ حاصل تھا اُنھیںؐ دستِ الٰہی
تھے اپنے شب روز کے وہؐ آپ نگہبان

مَیں حُسنِ تگ و دَو کو اگر اپنے سجا لوں
ہوں چاند ستارے بھی مِرے ناز پہ قربان

اغیار کی تصدیق ہے اک حرفِ مکرر
کافی ہے بہت میرے لئے آپؐ کا فرمان

دنیا پہ نہ چمکے جو اگر آپؐ کی مانند
پھر قبر کی مٹی سے بھی بیکار ہے وہ جان

بیزار ہوں مَیں اپنی بھی اُس سجدہ گری سے
پَیدا نہ کرے جو مِرے افکار میں ہیجان

آ دیکھ یہ اللہ ہے، یہ احمدؐ ہیں، یہ تُو ہے
ان آئینوں میں اپنے خد و خال کو پہچان

ہر سُو خس و خاشاک کے کہسار کھڑے ہیں
بخشی ہے تجھے آپؐ نے سرداریِ طوفان